ذوالحجۃ الحرام 1438ھ
بمطابق ستمبر 2017ء

مسلمانانِ عالم کو 7 ستمبر 1974ء مبارک ہو، اس دن قادیانی آئین میں غیر مسلم اقلیت قرار پائے

استاذ العلماء، پیشوائے اہلسنت پیر محمد افضل قادری

مولانا محمد نواز قادری اشرفی

درس حدیث

استاذ العلماء، پیشوائے اہلسنت پیر محمد افضل قادری

مولانا محمد افضال حسین نقشبندی

شرح سلام رضا

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مولانا شہزاد احمد مجددی چوراہی

اداریہ

تحریک تحفظ ختم نبوت

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ تک

سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مولانا محمد سیف علی سیالوی

مَولایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمْ
هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ
لِکُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ
فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمْ

علم و تحقیق کا شاہکار شاندار مجلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک وعلیٰ آلک واصحابک سیدی یا رسول اللہ

ذوالحجۃ الحرام 1438ھ بمطابق ستمبر 2017ء

تحفظ مقام مصطفیٰ کا نقیب
اور نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا علمبردار

حسن ترتیب

چیف ایڈیٹر

محمد مسعود قادری

محمد جمیل اعظمی

0333.8403147

0313.9292373

E mail

jameelazmi1971@gmail.com

معاون خصوصی

پروفیسر محمد منیر الحق کعبی

کیلیگرافی

محمد خالد قادری اشرفی

E mail

mkhalidqadiri@gmail.com

قیمت فی شمارہ	زر سالانہ	U.K	U.S.A
30 روپے	360 روپے	20 پاؤنڈ سالانہ	40 ڈالر سالانہ

عرب امارات

100 درہم سالانہ

شمارہ میں شائع ہونے والی نگارشات کے نفس مضمون کی ذمہ داری لکھنے والوں پر ہے

(پبلشر) محمد مسعود قادری (پرنٹر) سلیمان تیمور ← مقام اشاعت: الجامعۃ الاشرفیۃ علی مسجد مرکزی گجرات

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ: دفتر ماہنامہ "اہلسنت" الجامعۃ الاشرفیۃ علی مسجد مرکزی گجرات

حمد و نعت

جب گروں میں تو کوئی مجھ کو اُٹھا دیتا ہے
یہ تصور تیری ہستی کا پتا دیتا ہے

جان و دل ہوش وخرد تیری عطائیں مولیٰ
سب جہانوں کو ترا حسن جلا دیتا ہے

تیری قدرت کے ہیں ہر سمت سہانے منظر
اپنی عظمت پہ گواہی تو بجا دیتا ہے

ڈالیاں جھومتی ہیں تیری ثنا خوانی میں
پتا پتا تیری مدحت کی ہوا دیتا ہے

جز ترے بگڑی بنا سکتا ہے کس کی کوئی
ہاں مگر تو ہی جسے اذنِ عطا دیتا ہے

کیا ہی اعزاز ہے کیا میرا نصیبا یارب
اپنا محبوب مجھے راہ نما دیتا ہے

تیری تمجید مرے لب پہ ہو ہر دم جاری
دلِ مہجورؔ ترے در پہ صدا دیتا ہے

(جل جلالہٗ)

کیا بات ہے اُس شاں کرم جود وسخا کی
ہر چیز طلب سے ہے مجھے پہلے عطا کی

یہ جان یہ ایمان یہ قرآن وہدایت
ہم پر یہ کرم آپ کا رحمت ہے خدا کی

کیا سمجھے بھلا کوئی بشر آپ کا رُتبہ
پتھر ہیں پڑے عقل یہ بنیاد ہے خاکی

ہے آپ کے انوار سے ہر سمت اُجالا
ہے آپ کے فیضان سے توقیر وفا کی

یہ جرأتِ اظہار بھی ہے آپ کا احساں
بندوں میں وگرنہ تھی کہاں سوچ رسا کی

ہے آپ سا دُنیا میں کہاں کوئی حق آگاہ؟
پیغام یہ دیتی ہے ہر اک موج صبا کی

چاہوں میں شفاعت کیلئے آپ کا دامن
مہجورؔ سدا میں نے یہی حق سے دُعا کی

(صلی اللہ علیہ وسلم)

سید عارف مہجور رضوی

اداریہ

تحریک تحفظ ختم نبوت

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ تک

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

7 ستمبر 1974ء کا دن وہ مبارک دن ہے جب عقیدۂ ختم نبوت میں نقب لگانے کے جرم میں قادیانیوں کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ قرارداد کے ذریعے غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔تمام برادرانِ اہل سنت کو یہ دن مبارک ہو۔

عقیدہ ختم نبوت کا تعلق ضروریاتِ دین سے ہے جس کا منکر اسلام کے وسیع دائرہ سے خارج ہے.اس بات پر چودہ صدیوں سے مسلمانوں کا اجماع ہے۔اور یہ عقیدہ قرآن کی نصوصِ قطعیہ اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

پہلے زمانے میں بنی اسرائیل کی قیادت ان کے نبی کیا کرتے تھے۔جب ایک نبی وصال فرما جاتا تو اللہ تعالیٰ دوسرا نبی مبعوث فرما دیتا۔اور بے شک میرے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا بلکہ خلفاء ہوں گے جو بکثرت ہوں گے۔

مسیلمہ کذاب نے نبی کریم ﷺ کے دور میں ہی نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔صحیح بخاری،باب علامات النبوۃ فی الاسلام میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ:

مسیلمہ کذاب نبی کریم ﷺ کے دور میں حاضر ہوا اور کہنے لگا اگر محمد ﷺ اپنے بعد خلیفہ بنا دیں تو میں مسلمان ہو جاؤں اور ان کی متابعت کرلوں آپ ﷺ اس کی قیام گاہ پر تشریف لے گئے اور اس کے سر پر کھڑے ہو گئے اس وقت آپ ﷺ کے دست اقدس میں کھجور کی ایک شاخ تھی فرمایا اگر تو مجھ سے اس شاخ کو بھی مانگے تو میں تجھے نہ دوں،بجز اس کے جو مسلمانوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دورِ مبارک میں جس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا مسلمانوں نے اس کا مقابلہ کیا۔چنانچہ یمن میں اسود عنسی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا اور بہت سے قبائل کو اپنے ساتھ ملا لیا۔شاہ حبشہ کے بھانجے حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسود عنسی کے محل میں گھس کر اس کی گردن مروڑ دی اور اسے واصل جہنم کر دیا۔اسود عنسی کے واصل جہنم ہونے کی خبر نبی کریم ﷺ کو بذریعہ وحی ملی اور وصال مبارک سے پہلے یہ آخری غیر ملکی خبر تھی جو آپ کو بذریعہ وحی دی گئی۔

آپ ﷺ کے وصال مبارک کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ نے سب سے پہلا کام ہی یہی کیا کہ مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لیے لشکر روانہ فرمایا۔لشکر کی سب سے پہلے قیادت حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آخر میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی۔مسیلمہ کذاب کے ساتھ چالیس ہزار کا لشکر تھا یمامہ کے میدان میں گھمسان کا رن پڑا

بالآخر مسیلمہ کذاب حضرت وحشی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاتھوں مارا گیا۔اس معرکہ میں تحفظ ختم نبوت کے لیے بارہ سو جلیل القدر صحابہ و تابعین نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا جن میں قرآن مجید کے سات سو حافظ و قاری اور ستر بدری صحابہ کرام شامل تھے۔

طلیحہ اسدی نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ مبارک میں ہی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو اس کی سرکوبی کے لیے حضرت ضرار بن ازور رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بھیجا گیا جنھوں نے طلیحہ اسدی کے لشکر کے بخیے ادھیڑ دیئے۔

حضرت ابو مسلم خولانی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا واقعہ کتب میں سنہرے حروف سے درج ہے۔اصل نام عبداللہ بن ثوب تھا۔مسیلمہ کذاب نے آپ کو اپنے پاس بلا کر اپنی جھوٹی نبوت پر ایمان لانے کے لیے کہا تو آپ نے انکار کر دیا جس پر مسیلمہ کذاب نے آگ دہکا کر آپ کو اس میں ڈال دیا لیکن اللہ کی قدرت آگ آپ کے لیے گلزار بن گئی اور آپ صحیح سلامت رہے۔یہ واقعہ دیکھ کر مسیلمہ کذاب نے آپ کو جلاوطن کر دیا آپ سیدھے مدینہ شریف تشریف لائے۔مسجد نبوی میں نماز ادا فرما رہے تھے کہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تشریف لائے اور ایک اجنبی کو دیکھ کر احوال دریافت فرمائے۔جب آپ کو پتا چلا کہ یمن سے آئے ہیں تو پوچھا کہ مسیلمہ کذاب نے ہمارے ایک دوست کو آگ میں ڈال دیا تھا ان کا کیا حال ہے؟ آپ نے جواب دیا ان کا نام عبد اللہ بن ثوب ہے اور آگ ان کے لیے گلزار بن گئی۔اتنی دیر میں حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ آپ کو پہچان چکے تھے۔آپ نے قسم دے کر فرمایا کہ کیا آپ ہی وہ عبداللہ بن ثوب ہو؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔یہ سن کر حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے آپ کو سینے سے لگا لیا، آپ کی پیشانی کو چوما اور سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خدمت میں لے جا کر انھیں صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور اپنے درمیان بٹھایا۔اور تاریخی جملہ ارشاد فرمایا:

"الحمد للہ الذی لم یمتنی من الدنیا حتی أرانی فی أمة محمد صلی اللہ علیہ وسلم من فعل بہ کما فعل بابراھیم۔"

(حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء، لأبی نعیم الأصبهانی 129:2 دار الکتاب العربی بیروت۔)

"اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے موت سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے اس فرد کی زیارت کرا دی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام جیسا معاملہ فرمایا تھا۔"

گیارھویں صدی ہجری میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنے مکتوبات میں عقیدۂ ختم نبوت پر بہت زور دیا اور اپنے محبین و متوسلین کو اس عقیدہ پر قائم رہنے کی تلقین کی۔چودھویں صدی ہجری میں اس فتنہ انکارِ ختم نبوت نے متحدہ ہندوستان کے صوبہ پنجاب سے سر اٹھایا جب ضلع گورداسپور کے ایک مخبوط الحواس شخص مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز حکمران کی آشیر باد پر 1901ء کو نبوت کا جھوٹا دیا کر دیا۔علمائے اہلِ سنت نے اس فتنے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنے فتاویٰ میں اس فتنے کا شدت سے رد فرمایا اور مستقل رسائل لکھے۔چنانچہ دیوبندی جماعت کے عبدالقادر رائے پوری نے کہا:

"مولوی احمد رضا خان صاحب نے ایک دفعہ مرزائیوں کی کتابیں اس غرض سے منگوائی تھیں کہ ان کی تردید کریں گے۔"

(تذکرہ مجاہدین ختم نبوت، ص 193 عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی)

آپ کے فرزند اکبر حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان قادری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے "الصارم الربانی علی اشراف القادیانی" لکھ کر قادیانیت کے بخیے ادھیڑ دیئے۔پیر سید مہر علی شاہ اور امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے مرزا قادیانی کو بارہا مناظرے کے لیے للکارا لیکن ان دونوں سیدزادوں کا سامنا کرنے کی اسے تا مرگ جرأت نہیں ہوئی۔ادھر ایک جانب سے تو ان دو سیدوں نے مرتد قادیانی کی ناک میں دم کر رکھا تھا تو دوسری جانب سے پیر پٹھان کے نڈر پوتے خواجہ اللہ بخش، بن خواجہ گل محمد، بن شاہ محمد سلیمان تونسوی قصر قادیانیت پر دلائل و براہین سے بمباری کر رہے تھے۔

سیال شریف سے خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے مرزا قادیانی کے رد میں "معیار المسیح" لکھی۔

حضرت امیر ملت کے ایک مرید مولانا غلام دستگیر قصوری ہاشمی نے "رجم الشاطین براغلوطات البراہین" اور "فتح رحمانی بہ دفع کید قادیانی" لکھ کر قادیانیت کے تاروپود بکھیر دیئے۔

جہلم سے اہلِ سنت کے دو شیر مولانا فقیر محمد جہلمی اور مولانا کرم الدین دبیر قادیانیت پر قیامت بن کر نازل ہوئے۔ مولانا فقیر محمد جہلمی "سراج الاخبار" کے نام سے ہفتہ وار اخبار نکالا کرتے تھے جس میں بطورِ خاص قادیانیت کا رد کیا جاتا تھا ان کے ساتھ ان کے دیرینہ ساتھی مولانا کرم الدین دبیر بھی ہوتے تھے۔ مولانا کرم الدین دبیر جید عالم دین اور منجھے ہوئے مناظر تھے جن کے دلائل کے سامنے مرزائیت بے بس نظر آتی تھی۔ قادیانیوں کی طرف سے ان دونوں علماء کے خلاف مقدمات کیے گئے جن کا دونوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا چنانچہ گورداسپور کی عدالت میں ان دونوں پر مقدمہ چلایا گیا جو بالآخر قادیانیوں کی رسوائی پر ختم ہوا۔ مرزا قادیانی، اس کے چیلوں اور قادیانیت کا خوب منہ کالا ہوا اور دونوں حضرات کو باعزت بری کر دیا گیا۔

اس کے بعد قادیانیوں کے دورِ ابتلاء میں مزید اضافہ ہوگیا۔ ہوا یوں کہ جہلم میں مرزا قادیانی کی کتاب "مواہب الرحمن" تقسیم کی گئی جس میں مولانا کرم الدین دبیر کے خلاف سخت توہین آمیز کلمات استعمال کیے گئے۔ قادیانی مولانا کے خلاف مقدمات کر کے "پہاجی" تو دے چکے تھے جواب میں مولانا کرم الدین دبیر نے قادیانیوں کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا جس میں مرزا قادیانی کو سخت ذلت اٹھانی پڑی، اسے چھ چھ گھنٹے مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا ہونا پڑتا تھا اور پھر آخر کار جب بھی پیشی آتی مرزا قادیانی بیماری کا سرٹیفکیٹ بھیج دیتا تھا۔ دو سال تک مقدمہ چلتا رہا اور مرزا قادیانی کو پانچ سو روپے جرمانہ اور عدم ادائیگی کی صورت میں چھ ماہ کی قید کی سزا سنائی گئی۔

مولانا کرم الدین دبیر کے چچا زاد بھائی مولانا محمد حسن فیضی پیر سید مہر علی شاہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے مرید اور مدرسہ انجمن نعمانیہ کے مدرس تھے آپ نے فتنہ قادیانیت کا خوب استیصال کیا۔ مفتی غلام قادر بھیروی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وہ پہلے سنی عالم دین ہیں جنھوں نے پنجاب میں سب سے پہلے یہ فتویٰ جاری فرمایا تھا کہ قادیانیوں کے ساتھ مسلمان مرد یا عورت کا نکاح ناجائز و حرام ہے۔ بعد میں علماء نے اسی فتویٰ سے استفادہ کرتے ہوئے قادیانیوں کے ساتھ نکاح اور ان کے ہاتھ کے ذبیحہ کو حرام قرار دیا۔ آپ نے مرزا قادیانی کے خلیفہ حکیم نور الدین بھیروی کا ایسا ناطقہ بند کیا کہ آپ کی موجودگی میں اسے کبھی بھیرہ میں داخل ہونے کی جرأت نہیں ہوئی۔

مولانا حکیم محمد عالم آسی امرتسری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ مفتی غلام قادر بھیروی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے شاگرد اور اہلِ سنت کے جید عالم دین تھے آپ نے مرزا قادیانی کے رد میں دو ضخیم جلدوں میں عظیم الشان کتاب "الکاویہ علی الغاویہ" عربی اور اردو میں لکھی اس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ فتنہ قادیانیت کے رد میں بعد میں لکھی جانے والی کتب کے لیے یہ ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ قاضی فضل احمد لدھیانوی نے مرزا قادیانی کی کتاب ازالہ اوہام" کے رد میں "کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام مرزا غلام احمد قادیانی" لکھی جو پہلی دفعہ لاہور سے شائع ہوئی۔

مجاہد ملت مولانا عبد الستار خان نیازی، مولانا ابو الحسنات سید احمد قادری، صاجزادہ سید خلیل احمد قادری، مولانا سید محمود احمد رضوی، غزالی زماں سید احمد سعید کاظمی، شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی، مولانا عبد الحامد بدایونی، مولانا عبد المصطفیٰ ازہری، پروفیسر شاہ فرید الحق، مولانا شاہ تراب الحق قادری اور دیگر علماء و مشائخ اہلِ سنت نے ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اپنا کردار ادا کیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

بے شمار غیر ملکی زبانوں پر عبور رکھنے والے قائد ملت اسلامیہ مولانا شاہ احمد نورانی، آپ نے نیروبی، دار السلام، ماریشس، لاطینی امریکا میں سرینام، گیانا، ٹرینی ڈاڈ اور دیگر ممالک میں قادیانیوں کا کامیاب تعاقب کیا۔ 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے مجاہدانہ کردار ادا کیا جس پر پوری ملت اسلامیہ کو فخر ہے۔ آپ کی خداداد مناظرانہ صلاحیتوں کے سامنے ٹرینی ڈاڈ کے مقام پر قادیانی مناظر بے بس ہو کر کتابیں چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔

آپ نے اسلام کے متفقہ عقیدہ ختم نبوت کی روشنی میں پاکستان کی قومی اسمبلی سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لیے ایک تاریخ ساز قرارداد تیار کی جس پر ابتداء میں حزبِ اختلاف کے بائیس اراکین قومی اسمبلی نے دستخط کیے بعد میں یہ تعداد بڑھ کر سینتیس ہوگئی۔ لطف کی بات یہ کہ اس قرارداد پر ایک طرف تو عبدالولی خان اور غوث بخش بزنجو جیسے سیکولر اور قوم پرست راہنماؤں نے بغیر کسی لیت ولعل کے دستخط کر دیئے تو دوسری طرف جمعیت علمائے اسلام ۔ کے غلام غوث ہزاروی اور عبدالحکیم جیسے لوگوں نے بار بار کہنے کے باوجود دستخط نہیں کیے اور آج یہ لوگ اپنے تئیں تحریک ختم نبوت کے واحد چیمپئن ہیں۔

ان کے علاوہ اس موقع پر مفتی محمود نے انتہائی بزدلانہ موقف اختیار کیا۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے جس وقت قرارداد پر دستخطوں کے لیے مفتی محمود کو کہا تو وہ کہنے لگے:

''ارے مولانا آپ 1953ء کی تحریک ختم نبوت کے مصائب و مشکلات کو بھول چکے ہیں۔ کیوں آپ خون کی ندیاں بہانا چاہتے ہیں؟''

آپ نے اس موقع پر مفتی محمود سے کہا:

''آپ خون کی ندیاں بہانے کی بات کرتے ہیں اور مشکلات کی بات کرتے ہیں۔ ناموسِ مصطفی کی خاطر جو بھی مصائب و مشکلات آئیں گے انھیں سینے سے لگائیں گے مگر ناموسِ مصطفی پر کسی بھی طرح آنچ نہیں آنے دیں گے۔''

مولانا شاہ احمد نورانی کے نعرہ مستانہ کو سن کر مفتی محمود نے دستخط تو کر دیئے مگر آئندہ نتائج کے حوالے سے عدم اطمینان کا اظہار کیا۔

اس تاریخ ساز قرارداد کو مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی نے 30 جون 1974ء کو قومی اسمبلی میں پیش کیا۔ 30 جون 1974ء کو قومی اسمبلی میں مولانا شاہ احمد نورانی کی پیش کردہ اس قرارداد کو ایوان نے متفقہ طور پر منظور کر لیا۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے ہر موقع پر اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنا کردار احسن طریقے سے ادا کیا اور آخرکار 7 ستمبر 1974ء کا وہ سورج طلوع ہوا کہ جس دن قادیانیوں کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے غیر مسلم اقلیت تسلیم کر لیا۔ گویا تحفظ عقیدہ ختم نبوت جو کام رسول اللہ ﷺ کے وصال مبارک کے بعد سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے شروع کیا تھا مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اسے انجام تک پہنچا دیا۔ آج اس تحریک کے اکثر اکابرین ہمارے اندر موجود نہیں ہیں لیکن ان کا یہ کارنامہ تا قیامِ قیامت سنہری حروف سے لکھا جاتا رہے گا اور جب بھی وہ دن آئے گا جب قادیانیوں کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا ان بزرگوں کو ہمیشہ خراجِ تحسین پیش کیا جاتا رہے گا۔ نور اللہ مرقدہٗ

قربانی اور عید الاضحی کے مسائل

استاذ العلماء، پیشوائے اہلسنت پیر محمد افضل قادری

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

"فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ۔"

"تو تم اپنے رب کیلئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔"(۱)

اس آیت مبارکہ میں نماز سے مراد مطلق نماز ہے یا عید الاضحی کی نماز ہے۔ "نحر" کے لغوی معنی کئی ایک ہیں لیکن مفسرین نے یہاں قربانی کا معنی لیا ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اس آیت کے تحت تفسیر مظہری میں مفسر قرآن حضرت عبد اللہ بن عباس جیسے اجلہ صحابہ کے شاگردوں حضرت عکرمہ حضرت قتادہ اور حضرت عطاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ کی روایت بیان کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"(فصل لربك) صلوة العيد يوم النحر (وانحر) نسكك." هكذا في تفسير القرطبي و في تفسير الجلالين."

"یعنی تم قربانی کے روز اپنے رب کیلئے نماز عید پڑھو اور قربانیوں کے جانوروں کو ذبح کرو۔"

تفسیر ابی سعود اور کشاف میں ہے:

"قيل صلوة العيد والتضحية."

"یعنی کہا گیا ہے کہ نماز عید اور قربانی کرنا مراد ہے۔"

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اس آیت مبارکہ سے نماز عید اور قربانی کے واجب ہونے پر استدلال کیا ہے۔

توحید اور اخلاص کی تعلیم:

مشرکین بتوں کی عبادت کرتے تھے اور بتوں کے نام کی قربانی دیتے تھے۔ اس آیت مبارکہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت سے آپ کی امت کو توحید خالص کا حکم دیا گیا کہ وہ رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ کے لئے عبادت کریں اور اسی کے لئے قربانی دیں۔ نیز اس آیت مبارکہ میں اخلاص وللہیت کا حکم بھی دیا گیا ہے کہ مسلمان کے کسی عمل میں ریاء وسمعہ (دکھاوا اور شہرت حاصل کرنا) نہیں ہونا چاہئے بلکہ نیت میں یہ ہو کہ یہ کام محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کیا جارہا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اے ایمان والو! تم اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور طعنے دے کر اس شخص کی طرح ضائع نہ کرو جو اپنا مال دکھاوے کیلئے خرچ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔"

ایک حدیث مبارکہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"کیا میں تمہیں اس چیز سے آگاہ نہ کروں جو میرے نزدیک تمہارے لئے دجال کے فتنہ سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: ہاں! فرمایا: وہ شرک خفی ہے کہ ایک آدمی نماز کے لئے کھڑا ہو اور خوب اچھی طرح پڑھے اسلئے کہ کوئی دوسرا شخص اسے دیکھ رہا ہے۔"

مسلم شریف کتاب الامارہ میں ایک لمبی حدیث مبارکہ ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے روز سب سے پہلے جو فیصلہ ہوگا۔ ایک شخص جو بظاہر شہید ہوا دوسرا جس نے قرآن پڑھا اور پڑھایا اور تیسرا جس نے بظاہر فی سبیل اللہ مال خرچ کیا۔ ان تینوں کو اخلاص وللہیت نہ

ا: "کنز الایمان"۔

ہونے بلکہ دکھاوے اور شہرت پانے کے لئے یہ عظیم کارنامے انجام دینے کی وجہ سے گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دینے کا حکم ہوگا۔ العیاذ باللہ من ذالک!

کیا بزرگوں کے نام کا صدقہ شرک ہے؟

آجکل بعض فرقوں کی طرف سے بڑے شدومد کے ساتھ جمہور مسلمانوں کے خلاف یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ مشرک بتوں کے نام کی قربانیاں دیتے تھے اور مسلمان بزرگوں کے نام کی قربانیاں اور صدقات دیتے ہیں تو پھر مشرکین اور ان مسلمانوں میں کیا فرق ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ مشرک بتوں کی عبادت کی نیت سے قربانیاں اور خیرات کرتے تھے لیکن دور صحابہ سے لے کر آج تک روئے زمین کے مسلمان اللہ تعالیٰ کی عبادت کی نیت سے قربانیاں اور خیرات کرتے ہیں اور سنت نبوی کے مطابق اس کا ثواب بزرگوں کو بخشتے ہیں۔

صحیح مسلم، سنن ابو داؤد، اور مسند امام احمد میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مینڈھا کی قربانی کی اور عرض کیا:

" اللّٰھم تقبل من محمد و آل محمد و من امۃ محمد ﷺ "۔

"اے اللہ! میری طرف سے میری آل کی طرف سے اور میری امت کی طرف سے قبول فرما"۔

صحیح ترمذی و صحیح ابو داؤد میں حضرت حنش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ

"میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو قربانیاں دیتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ آپ دو قربانیاں کیوں کر رہے ہیں؟ تو فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں ایک قربانی آپکی طرف سے کیا کروں لہٰذا میں ایک قربانی آپکی طرف سے کرتا ہوں"۔

سنن ابو داؤد اور مشکوۃ المصابیح میں حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ کی والدہ کا انتقال ہوگیا تو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا یارسول اللہ کونسا صدقہ افضل ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

"پانی"۔

پس حضرت سعد نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا:

"ھذہ لام سعد"۔

"یہ کنواں سعد کی ماں کا ہے"۔

بعد میں یہ کنواں بئر ام سعد (سعد کی ماں کا کنواں) کے نام سے مشہور ہوا۔ اور یہ دور نبوی تھا۔ جس میں صدقہ کے کنویں پر ام سعد کا نام بولا گیا اور آپ ﷺ نے اس کی مخالفت نہیں فرمائی جس سے ثابت ہوگیا کہ قربانیوں اور صدقات کا ثواب بزرگوں کو پہنچانا بھی سنت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نام کے صدقات پر بزرگوں کا نام پکارنا بھی جائز ہے۔ لہٰذا واضح ہوا کہ بتوں کی عبادت شرک ہے اور ایصال ثواب سنت ہے۔

جو کام خالص عبادت کیلئے کئے جاتے ہیں ان میں سے مسجد کی تعمیر بھی ہے۔

"قرآن مجید" میں ہے:

"ان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا"۔

"بیشک تمام مسجدیں اللہ تعالیٰ کی ہیں پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہ کرو"۔

لیکن تاریخ اسلام شاہد ہے کہ مسجد مدینہ کو مسجد نبوی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح مسجد ابی بکر، مسجد علی، مسجد سعد بن معاذ، مسجد عمر، مسجد فاطمہ، طائف میں مسجد محمد رسول، اور دیگر بے شمار مسجدیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے تعمیر کی گئی ہیں لیکن ان پر محبوبان خدا بلکہ عام لوگوں (جیسے مسجد شاہ فیصل اسلام آباد) کے نام پکارے جاتے ہیں۔ اس سے بھی یہ مسئلہ روز روشن کی طرح واضح ہوجاتا ہے کہ ایک چیز جو اللہ کے نام کی ہے اس کی عبادت ہے، اس پر مجازی طور پر بندوں کا نام پکارنا شرعاً جائز ہے بلکہ سنت ہے۔ لیکن کس قدر ظلم اور جہالت ہے کہ اس سنت کو شرک وکفر سے تعبیر کر کے صحابہ کرام سمیت پوری امت کو مشرک و کافر قرار دیا جاتا ہے۔

قربانی اور عید الاضحی کے مسائل:*

۱: ہر مسلمان، عاقل، بالغ، آزاد، مقیم، مالک نصاب پر ماہ ذوالحج کی دسویں تاریخ کے دن شروع ہونے پر قربانی واجب ہو جاتی ہے۔

۲: قربانی کے لئے یہ حکم ہے کہ جانور موٹا، تازہ اور بے عیب ہو۔ اور خصی جانور زیادہ پسندیدہ ہے۔

۳: لنگڑا، اپاہج، کانا اور جسکا کوئی عضو مثلاً کان وغیرہ تیسرے حصہ سے زیادہ کٹا ہوا ہو، اس کی قربانی جائز نہیں۔

۴: بکرا، بکری ایک سال کا، گائے بیل دو سال کا، اور اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے۔

۵: جس شہر میں نماز جمعہ و عید پڑھی جاتی ہے، قبل نماز کے قربانی نہ کرے۔ عید کے روز قربانی کرنے تک کچھ نہ کھائے پیئے۔ قربانی کر کے وہ ہی گوشت کھائے، یہ مستحب ہے۔ ذبح خود کرے یا کسی دوسرے مومن کو اجازت دے کر اپنے سامنے کرائے۔ مگر اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے۔

۶: اگر کوئی کسی اور کی طرف سے قربانی کرے یا قربانی کا ثواب میت کو بخشے تو جائز ہے، نبی ﷺ نے اپنی امت کی طرف سے قربانی فرمائی ہے اور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت فرمائی کہ میری طرف سے قربانی کرتے رہنا۔

۷: قربانی کے گوشت کے تین حصے کرے، ایک حصہ آپ معہ اہل و عیال کے کھائے، دوسرا برادری، تیسرا مساکین و فقراء پر تقسیم کرے۔ اور گوشت و پوست کی اجرت قصاب میں دینا جائز نہیں۔ ہاں کھال خود استعمال کر سکتا ہے، موزہ بنوائے یا جائے نماز وغیرہ، اگر بیچ ڈالے تو قیمت آپ صرف نہیں کر سکتا بلکہ کسی مسکین و فقیر کو دے دینا لازم ہے۔ اور یا پھر بہترین صورت یہ ہے کہ کھال کے پیسے مدارس دینیہ میں "(جن میں علم دین کے حصول کے لئے دور دور سے طلباء آ کر شریک ہوتے ہیں اور جو مساکین و فقراء اور مسافر بھی ہوتے ہیں) بھیج دے۔ اس میں لازمی شرط یہی ہے کہ وہ مدارس علوم دینیہ ہوں۔ اور خالص صحیح العقیدہ سنی خیالات کے حامل ہوں۔

قربانی دسویں، گیارہویں، بارہویں ذوالحج سے قبل غروب تک کی جا سکتی ہے۔

نویں تاریخ کی صبح کی نماز کے بعد سے ہر نماز کے بعد تکبیرات تشریق:

"اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔"

تیرہویں تاریخ کی عصر کی نماز تک پانچ دن پڑھتے رہنا چاہیے۔

دسویں تاریخ کو چاشت کے وقت نماز کیلئے عید گاہ جائیں اور جاتے آتے ہوئے با آواز بلند یہی درج بالا تکبیر پڑھتے رہیں۔ اور جس راستہ سے جائیں واپسی اس کے سوا دوسرے راستہ سے آنا بہتر ہے۔

جماعت میں جا کر خاموش* بیٹھ جائیں۔ عید کی جماعت بلا اذان و تکبیر دو رکعت پڑھی جاتی ہے۔ پہلی رکعت میں تکبیر اولیٰ کے بعد "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ" پڑھ کر تین تکبیریں امام کے بعد سب مقتدی کہیں۔ اور وہ اس طرح کہ کانوں تک ہاتھ لیجا کر کھلے چھوڑے رکھیں اور آخری تکبیر پر زیر ناف باندھ لیں۔ اور جب امام قرأت شروع کرے مقتدی خاموش رہیں۔ رکوع و سجود کے بعد دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع جانے سے پہلے پھر تین تکبیرات امام کہے اور ساتھ ساتھ مقتدی بھی اور اسی طرح کانوں تک ہاتھ لے جا کر کھلے چھوڑتے رہیں پھر تکبیر رکوع کہہ کر رکوع میں جائیں۔ اور سلام پھیرنے کے بعد اسی جگہ خاموش بیٹھ کر خطبہ سنیں۔ کیونکہ یہ سننا واجب ہے، خطبہ سننے سے قبل چلے جانا درست نہیں۔

مسائل قربانی کی مزید تفصیل جاننے کے لئے "بہار شریعت" حصہ نمبر 15 مطالعہ فرمائیں بلکہ مکمل "بہار شریعت" اپنے گھر ضرور رکھیں!!!

درسِ حدیث

آثار و تبرکات کا شرعی حکم

استاذ العلماء، پیشوائے اہلسنت پیر **محمد افضل قادری**

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"عَنۡ اَسۡمَاءَ بِنۡتِ اَبِیۡ بَکۡرٍ اَنَّھَا اَخۡرَجَتۡ جُبَّۃَ طَیَالِسِیَّۃً کِسۡرَوَانِیَّۃً لَھَا لِبۡنَۃُ دِیۡبَاجٍ وَفَرۡجَیۡھَا مَکۡفُوۡفَیۡنِ بِالدِّیۡبَاجِ وَقَالَتۡ ھٰذِہٖ جُبَّۃُ رَسُوۡلِ اللّٰہِ ﷺ کَانَتۡ عِنۡدَ عَائِشَۃَ فَلَمَّا قُبِضَتۡ قَبَضۡتُھَا وَکَانَ یَلۡبَسُھَا فَنَحۡنُ نَغۡسِلُھَا لِلۡمَرۡضٰی نَسۡتَشۡفِیۡ بِھَا۔"

"حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے ایک طیالسی کسروانی (شاہی) لمبی قمیض نکالی جس کی (گریبان کی) پٹی ریشم کی تھی اور اس کے دامن کا حاشیہ بھی ریشم سے سلا ہوا تھا، پھر کہا یہ رسول اللہ ﷺ کا جبہ ہے، یہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھا جب وہ وفات پا گئیں تو میں نے اسے اپنے قبضہ میں لے لیا، پس ہم اسے بیماروں کیلئے دھوتے ہیں اور اس سے شفا پاتے ہیں۔" (۱)

آثار کی زیارت کرنا اور کرانا سنت صحابہ ہے:

حدیث بالا سے واضح ہے کہ صحابیہ رسول حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ وَسَلَّمَ کی نشانی جبہ مبارک کی زیارت کرائی، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی یادگاروں کی زیارت کرانا اور زیارت کرنا صحابہ کرام کی سنت ہے۔

آج کل حرمین شریفین میں نجدی فکر کے علماء غار ثور، غار حراء، جبل احد اور تاریخی کنوؤں کی زیارت سے نہ صرف روکتے ہیں بلکہ اسے شرک و بدعت قرار دے کر مسلمانوں کے جذبات شدید مجروح کرتے ہیں۔

جبل نور اور جبل ثور کے دامن اور کئی دیگر مقامات پر سائن بورڈ نصب کر دیے ہیں جن پر عربی انگریزی اور اردو زبانوں میں لکھا ہوتا ہے کہ:

"ان مقامات کی زیارت کرنا اور یہاں نماز پڑھنا غیر مشروع (ناجائز) ہے۔"

اور رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھ کر لکھا ہے کہ:

"رسول اللہ ﷺ نے پتھروں کی تعظیم سے منع کیا ہے۔"

حالانکہ حدیث نبوی ہے:

"جُعِلَتۡ لِیَ الۡاَرۡضُ مَسۡجِدًا وَّطَھُوۡرًا۔"

"میرے لئے روئے زمین کو جائے نماز اور پاک کرنے والی بنا دیا گیا ہے۔" (۲)

اس حدیث مبارک کی رو سے زمین کے دیگر خطوں کی طرح جبل ثور اور جبل نور پر بھی نماز جائز ہے بلکہ ان مقامات پر عبادت کرنا صرف جائز نہیں بلکہ سنت نبوی بھی ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ نجدیوں کا تاریخی مقامات پر نماز پڑھنے سے منع کرنا غیر شرعی امر ہے اور نجدی وہابی علماء کی پیٹ سے گھڑی ہوئی نئی شریعت ہے۔

اسی طرح نجدیوں کا کہنا کہ "رسول اللہ ﷺ نے پتھروں کی تعظیم سے منع کیا ہے" صاف جھوٹ ہے۔ شریعت مصطفی میں حجر اسود کو طواف کعبہ کے ہر طواف سے پہلے چومنے کی تعلیم دی گئی ہے اور ارشاد نبوی ہے کہ:

1: "مشکوۃ المصابیح" کتاب اللباس، الفصل الاول، صفحہ: ۳۷۴۔ و "صحیح مسلم" کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم اناء الذھب والفضۃ الخ، حدیث نمبر ۳۸۵۵۔

2: "صحیح بخاری" کتاب الصلوۃ، باب قول النبی ﷺ جعلت لی الارض مسجدا وطھورا، حدیث: ۴۱۹۔

''روزِ قیامت حجرِ اسود کی دو آنکھیں ہونگی جن سے دیکھے گا اور زبان ہوگی جس سے کلام کرے گا، یہ پتھر ہر اس شخص کیلئے گواہی دے گا جس نے اس کا استلام (چوما، یا ہاتھ یا چھڑی سے اشارہ) کیا۔'' (۳)

نیز حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام سے منسوب پتھر ''مقامِ ابراہیم'' کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھِیْمَ مُصَلًّی۔'' (۴)

''اور تم مقامِ ابراہیم کو جائے نماز بناؤ۔''

اسی طرح حضرت ہاجرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی یادگار پہاڑیوں صفا و مروہ کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ۔''

''بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔'' (۵)

اور فرمایا:

''وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ۔''

''اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کے تقویٰ کی وجہ سے ہے۔'' (۶)

ثابت ہوا کہ شریعتِ اسلامیہ میں یادگار پتھروں کو شعائر اللہ قرار دے کر ان کی تعظیم کا حکم دیا گیا ہے۔

لہٰذا واضح ہوا کہ نجدی علماء کا سائن بورڈوں پر لکھنا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پتھروں کی تعظیم سے منع کیا ہے'' صاف جھوٹ ہے۔ بلکہ اسلام میں محبوبانِ خدا کی یادگاروں (پتھر ہو یا اور کوئی چیز) کو شعائر اللہ اور آیاتِ بینات قرار دیا گیا ہے اور ان یادگاروں کی تعظیم، کو دل کا تقویٰ قرار دیا گیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس نشانیوں کی زیارت کرنا اور کرانا بدعت و شرک نہیں بلکہ سنتِ صحابہ ہے۔ حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ:

''اَخْرَجَتْ اِلَیْنَا عَائِشَةُ کِسَاءً مُلَبَّدًا وَقَالَتْ فِیْ ھٰذَا نُزِعَ رُوْحُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم۔''

''ام المؤمنین حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے ہمیں ایک موٹی چادر نکال کر دکھائی اور فرمایا اس کمبل میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح قبض ہوئی تھی۔'' (۷)

صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بارے میں مروی ہے:

''اَخْرَجَ اِلَیْنَا اَنَسٌ نَعْلَیْنِ جَرْدَاوَیْنِ لَھُمَا قِبَالَانِ فَحَدَّثَنِیْ ثَابِتُ الْبُنَانِیُّ بَعْدُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّھُمَا نَعْلَا النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم۔''

''حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دو پرانے جوتے ہمارے سامنے نکالے جن کے دو تسمے تھے بعد میں حضرت ثابت نے حضرت انس کے حوالے سے کہا بیشک یہ دونوں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوتے ہیں۔'' (۸)

ریشمی کپڑے کا شرعی حکم!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو ریشمی کپڑے پہننے کی اجازت دی ہے، جبکہ مردوں کیلئے ریشمی کپڑے کو حرام قرار دیا ہے۔ البتہ حدیث بالا سے واضح ہے کہ قلیل مقدار میں ریشم کا استعمال مردوں کیلئے جائز ہے جیسا کہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے:

''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار انگشت سے زائد ریشم پہننے سے منع کیا ہے۔'' (۹)

۳: ''سنن ترمذی'' کتاب الحج عن رسول اللہ، باب ماجاء فی الحجر الاسود، حدیث نمبر: ۸۸۴۔
۴: ''قرآن مجید'' پارہ نمبر ۱، سورہ بقرہ، آیت نمبر: ۱۲۵۔
۵: ''قرآن مجید'' پارہ نمبر: ۲، سورہ بقرہ، آیت نمبر: ۱۵۸۔
۶: ''قرآن مجید'' پارہ نمبر: ۱۷، سورہ حج، آیت نمبر: ۳۲۔
۷: ''صحیح بخاری'' کتاب فرض الخمس، باب ماذکر من درع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعصاہ وسیفہ الخ، حدیث: ۲۸۷۷۔
۸: ''صحیح بخاری'' کتاب فرض الخمس، باب ماذکر من درع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعصاہ وسیفہ الخ، حدیث: ۲۸۷۶۔
۹: ''صحیح مسلم'' کتاب اللباس والزینة، باب تحریم اناء الذھب والفضة الخ، حدیث نمبر ۳۸۲۰۔

لہٰذا گریبان اور دامن وغیرہ پر ریشم کا حاشیہ جس کی چوڑائی چار انگشت سے کم ہو جائز ہے، اسی طرح ریشم کے کاج اور بٹن بھی جائز ہیں۔

حدیث بالا میں ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کی قمیص مبارک ام المومنین حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس تھی اور ان کی وفات کے بعد ان کی بہن (جو کہ ان کی وارث تھیں) نے جبہ مبارک کو اپنے پاس رکھ لیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی یادگاروں کو محفوظ رکھنا صحابیات کی سنت ہے۔

حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ایک خاتون نے نبی ﷺ کی خدمت میں ایک دھاری دھار چادر پیش کی آپ نے اسے قبول فرمالیا آپ کو اس کی ضرورت تھی آپ نے اسے پہن لیا۔ تو صحابہ کرام میں سے ایک شخص نے عرض کیا:

یارسول اللہ! یہ چادر کتنی ہی خوبصورت ہے آپ مجھے پہنادیں۔

آپ ﷺ نے ہاں فرمادی۔

جب آپ ﷺ وہاں سے تشریف لے گئے تو صحابہ کرام نے اس شخص پر تنقید کی، صحابہ کرام نے کہا: تم نے اچھا نہیں کیا جب کہ تجھے علم تھا کہ نبی ﷺ نے اسے قبول فرمایا تھا اور آپ کو اس کی ضرورت تھی اور تمہیں یہ بھی معلوم تھا کہ نبی ﷺ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ سے سوال کیا جائے اور آپ انکار فرمائیں۔ تو اس صحابی نے کہا:

"رَجَوْتُ بَرَکَتَهَا حِیْنَ لَبِسَهَا النَّبِیُّ ﷺ لَعَلِّی اُکَفَّنُ فِیْهَا"۔

"مجھے اس چادر کی برکت کی امید تھی جبکہ اسے نبی اکرم ﷺ نے پہنا تھا، مجھے امید ہے کہ میں اسی چادر میں کفن دیا جاؤں گا۔" (۱۰)

صحیح بخاری کی اس حدیث سے ثابت ہوا رسول اللہ کی نشانیوں سے محبت اور ان سے برکت حاصل کرنا صحابہ کرام کی سنت ہے۔

حضرت نافع سے مروی ہے کہ صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ان مقامات کی زیارت کرنے کیلئے جاتے جہاں نبی ﷺ نے کبھی نماز ادا فرمائی اور اس درخت کو پانی دیتے کہ کہیں سوکھ نہ جائے جس درخت کے نیچے نبی اکرم ﷺ نے آرام فرمایا۔ (۱۱)

ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے آثار کی حفاظت کرنا صحابہ کبار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی سنت ہے۔

مسجد نبوی سے قریب حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے مکان کے پرنالے سے بارش کا پانی آنے والے نمازیوں پر گرتا تھا حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اسے اکھاڑ دیا۔ حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

یہ پرنالہ رسول اللہ ﷺ نے میرے کندھوں پر سوار ہو کر خود نصب کیا تھا"۔

یہ سن کر حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا:

"اے عباس آپ میرے کندھوں پر سوار ہو کر یہ پرنالہ پھر اسی جگہ نصب کردیں۔" (۱۲)

اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام اور اہل بیت عظام رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کی یادگاروں کا از حد خیال رکھتے تھے۔

شرح مسلم للنووی میں ہے:

"فَکَانَ کُلُّ ثَابِتِ الْاِیْمَانِ وَمُنْشَرِحِ الصَّدْرِ بِهٖ یَرْحَلُ اِلَیْهَا ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِکَ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ اِلٰی زَمَانِنَا لِزِیَارَةِ قَبْرِ النَّبِیِّ ﷺ وَالتَّبَرُّکِ بِمُشَاهِدِهٖ وَآثَارِهٖ وَآثَارِ اَصْحَابِهِ الْکِرَامِ فَلَا یَاْتِیْهَا اِلَّا مُؤْمِنٌ"۔

"پھر ہمیشہ سے ہمارے زمانے تک ہر پختہ ایمان اور روشن سینہ والا شخص نبی ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت اور آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کی یادگاروں سے برکت حاصل کرنے کیلئے مدینہ منورہ کی طرف سفر کرتا تھا، پس مدینہ منورہ میں صرف مؤمن ہی آتا ہے۔" (۱۳)

۱۰: "صحیح بخاری" کتاب الادب، باب حسن الخلق والسخاو مایکرہ من البخل الخ، حدیث: ۵۵۷۲۔

۱۱: "کنز العمال" جلد نمبر: ۱۳، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما، حدیث: ۳۷۲۵۲۔

۱۲: "الوفاء الوفاء" جلد نمبر: ۱، صفحہ نمبر: ۳۴۸۔

۱۳: "شرح مسلم للنووی" کتاب الایمان، باب بیان ان الاسلام بدء غریبا الخ، تحت الحدیث: ۲۱۰۔

آثار نبوی کے خلاف نجدی علماء کے ایمان سوز اقدامات!

صحابہ کرام سے لے کر چودھویں صدی تک مسلمانوں نے نبی اکرم ﷺ کے آثار (یادگاروں) کی بے حد حفاظت کی اور شرق وغرب کے مسلمان ہمیشہ سے نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ واہل بیت کی مقدس ومتبرک یادگاروں کی زیارت سے برکت وسکون حاصل کرتے رہے ہیں اور یہ آثار اپنے اندر اسلام کی عظیم تاریخ بھی سمیٹے ہوئے ہیں۔

لیکن ۱۹۲۵ء میں نجدی سعودی حکومت نے حجاز مقدس پر قبضہ کرنے کے بعد بے شمار تاریخی مسجدوں، صحابہ اور اہل بیت کے تاریخی مقامات، تاریخی باغات، تاریخی کنووں، اور دیگر یادگاروں کو بڑی بے دردی سے مسمار کر دیا۔ مثلاً:

۱: غزوہ خندق کے مقام پر سات تاریخی مساجد (سبع مساجد) مسجد فتح، مسجد سلمان فارسی، مسجد عمر، مسجد ابوبکر، مسجد سعد بن معاذ، مسجد علی، اور مسجد فاطمہ میں سے تین مساجد مسجد ابوبکر، مسجد علی، اور مسجد سعد بن معاذ کو مکمل طور پر مسمار کر دیا ہے اور اب پتہ چلا ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کی نشانیوں اور تاریخی مقامات کو مٹا کر یہود ونصاریٰ کو خوش کرنے والے نجدی باقیماندی چار مساجد کو بھی گرانے کے درپے ہیں اور مسلمانون کو تسلی دینے کے لئے ایک بڑی مسجد بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جبکہ شرعاً جائز نہیں ہے کہ مختلف مقامات سے سات مسجدوں کو شہید کر کے کسی ایک مسجد کی جگہ پر ایک بڑی مسجد بنا کر اس کی تلافی کی جائے۔

۲: اسی طرح ۲۰۰۱ء میں طائف کے مقام پر تاریخی "مسجد محمد الرسول" کو آگ لگا دی گئی جس کے نتیجے میں مسجد کی چھت جل گئی اور الماریاں اور قرآن مجید بھی جل گئے۔ والعیاذ باللہ! یہ وہ جگہ ہے جہاں مسلمانوں کے پیارے آقا ﷺ کو طائف کے کفار نے زخمی کیا تھا۔

۳: اسی طرح مسجد حرام سے متصل پہاڑ پر مسجد ہلال تھی، اس جگہ "شق قمر" کا معجزہ واقع ہوا تھا، اس مسجد کو مسمار کر کے شاہی محل بنا دیا گیا۔ اسی طرح بے شمار تاریخی مکانات، باغات، کنووں، اور مقدس یادگاروں کو یہود ونصاریٰ کے ان ایجنٹوں نے مسمار کر دیا ہے۔

۴: جنت البقیع، جنت المعلیٰ، مقام غزوۂ احد اور مقام غزوہ بدر میں رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کبار اور اہل بیت عظام کی قبروں کو مسمار کر دیا ہے۔

۵: ۱۹۷۸ء میں والد رسول حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک کی جگہ کھدائی کرائی گئی لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ والد رسول حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسم مبارک بلکہ آپ کا کفن مبارک بھی محفوظ اور جسم خوشبو دار وتر وتازہ تھا۔ (۱۴)

۶: رمضان المبارک ۱۹۹۸ء میں والدہ رسول سیدہ کائنات حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک جو کہ ابواء کے مقام پر ایک پہاڑی کے اوپر واقع تھی بلڈوزر چلا کر نہایت گستاخی کے ساتھ مسمار کر دی گئی۔

۷: اور اب یہ نجدی اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نشانی اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب اکرم ﷺ کی قبر مبارک کو صنم اکبر (بڑا بت) قرار دے کر قبر مبارک اور گنبد خضریٰ کو مسمار کرنے اور مسجد نبوی سے نکالنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ (۱۵)

۸: حال ہی میں ریڈیو تہران اور پاکستان کے قومی اخبارات نے یہ المناک خبر شائع کی ہے کہ سعودی حکومت نے مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ کے قریب رسول اللہ ﷺ کی مقدس نشانی آپ کے گھر اور ولادت کی جگہ (جس مقدس عمارت میں آجکل مکتبۃ المکۃ المکرمۃ کے نام سے ایک لائبریری قائم کی گئی ہے) کو مسمار کر کے فائیو سٹار ہوٹل اور جبل عمر سکیم کے عنوان سے رہائشی منصوبہ تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ (۱۶)

آثار نبوی کے خلاف ابن باز نجدی کا فتویٰ:

اب ہم سعودی عرب کے مفتی اعظم ابن باز کا فتویٰ نقل کرتے ہیں:

۱۴: "روزنامہ نوائے وقت" ۲۱ جنوری ۱۹۷۸ء۔

۱۵: "نصیحۃ للاخوان علماء نجد" تصنیف شیخ سید یوسف رفاعی، سابق وزیر کویت۔

۱۶: روزنامہ پاکستان لاہور ۲۰ اگست ۲۰۰۵ء۔ روزنامہ خبریں ۲۴ اگست ۲۰۰۵ء۔

"اَلسَّوَال: مَاحُكْمُ الْاِسْلَامِ فِيْ اِحْيَاءِ الْآثَارِ الْاِسْلَامِيَةِ لِاَخْذِ الْعِبْرَةِ مِثْلِ غَارِ ثَوْرٍ غَارِ حِرَاءٍ وَخَيْمَتَيْ اُمِّ مَعْبَدِ الخ۔ اَلْجَوَاب: اِنَّ الْعِنَايَةَ بِالْآثَارِ عَلٰى وَجْهِ الْاِحْتِرَامِ وَالتَّعْظِيْمِ يُؤَدِّيْ اِلَى الشِّرْكِ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ الخ۔"

"غار ثور غار حراء اور صحابیہ ام معبد کے خیموں جیسے اسلام کے تاریخی مقامات کو عبرت حاصل کرنے کے لئے باقی رکھنے کا شرعی حکم کیا ہے؟ جواب میں کہا ہے: بیشک ان تاریخی مقامات اور نشانیوں کو احترام اور تعظیم کے ساتھ اہمیت دینا شرک کی طرف لے جانے والی چیز ہے یعنی ذریعہ شرک ہے۔" والعیاذ باللہ! (۱۷)

کیا آثار نبوی کی تعظیم اور ان سے برکت حاصل کرنا شرک ہے؟

نجدی علماء کو دیکھا گیا ہے کہ وہ سعودی عرب میں "عید الوطنی" مناتے ہیں اور اس موقع پر شہزادوں کی آستینوں کو بڑے ادب واحترام کے ساتھ بوسہ دیتے ہیں، لیکن حیرت ہے کہ ان نجدی علماء کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے حبیب امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے منسوب کپڑوں، برتنوں، پہاڑوں، غاروں، کنوؤں اور دیگر یادگاروں کی زیارت اور تعظیم بغیر کسی دلیل شرعی کے شرک و بدعت ہے، حالانکہ روایات صحیحہ و معتبرہ سے ثابت ہے کہ ہدایت کے ستارے حضرات صحابہ کرام و اہل بیت عظام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کی یادگاروں کی بے حد تعظیم و توقیر کرتے اور ان سے جسمانی امراض کی شفا اور قسم قسم کے فیوض و برکات حاصل کرتے تھے۔

اس موضوع پر ہم چند مزید حوالہ جات پیش کرتے ہیں، جن سے آثار نبوی کی عظمت و برکت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

آثار نبوی کے بارے صحابہ کرام کا عقیدہ و عمل

۱: صحیح بخاری میں ہے:

"عن عثمان ابن عبد الله ابن موهب قال ارسلني اهلي الى ام سلمة بقدح من ماء وقبض اسرائيل ثلث اصابع من قصة فيه شعر من شعر النبي ﷺ وكان اذا اصاب الانسان عين او شي بعث اليها مخضبة۔"

"حضرت عثمان بن عبد اللہ بن موہب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے روایت ہے کہ آپ نے کہا:

مجھے میرے گھر والوں نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس ایک پانی کا پیالہ دے کر بھیجا اور (سند میں ایک راوی) اسرائیل نے تین انگلیوں کو سکیڑ کر اشارہ کیا کہ وہ چھوٹا پیالہ تھا، اس میں نبی ﷺ کے بال مبارک تھے (اور لوگوں کی عادت تھی) کہ جب کسی انسان کو نظر لگ جاتی یا اور کوئی مرض لاحق ہو جاتا تو وہ ان (حضرت ام سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کے پاس ایک برتن بھیجتا۔" (۱۸)

شارح بخاری حضرت ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

"اس روایت سے مراد یہ ہے کہ جو شخص بیمار ہو جاتا وہ اپنا برتن ام المومنین حضرت ام سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی خدمت میں بھیجتا تو وہ اس برتن میں ان مبارک بالوں کو رکھ دیتیں اور اس برتن میں ان بالوں کو دھوتیں، پھر وہ برتن والا شخص حصول شفا کے لئے غسالہ (دھوون) کو پی لیتا یا اپنے بدن پر مل لیتا تو اس کو اس سے برکت حاصل ہوتی۔" (۱۹)

اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کے نزدیک رسول اکرم ﷺ کے بال مبارک جس شی کو چھولیں وہ شی برکت اور شفا والی ہو جاتی ہے۔

اس روایت کی روشنی میں غار حراء، غار ثور، جبل احد اور دیگر مقامات جن سے نبی اکرم ﷺ کے جسم مبارک کا چھونا ثابت ہے، کا مبارک اور شفا بخش ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور جو شخص اس عقیدہ و عمل کو شرک و بدعت کہتا ہے وہ بدبخت صحابہ کرام کی ذوات مقدسہ پر حملہ کرتا ہے۔

۱۷: "فتاوی علماء البلد الحرام" صفحہ ۱۰۲۷: ۸

۱۸: "صحیح بخاری" کتاب اللباس، باب ما یذکر فی الشیب، حدیث نمبر ۵۴۴۶۔

۱۹: "فتح الباری شرح صحیح بخاری" جلد نمبر: ۱۰، صفحہ نمبر: ۳۵۵۔

۲: حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنہُ فرماتے ہیں:

"رایت رسول اللہ ﷺ والحلاق یحلقه وطاف به اصحابه فما یریدون ان تقع شعرة الا فی ید رجل."

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اس حال میں کہ حجام آپ کے بال مونڈھ رہا تھا اور صحابہ کرام آپ کے ارد گرد حلقہ بنائے ہوئے تھے وہ صرف یہ چاہتے تھے کہ آپ کا ہر بال مبارک کسی شخص کے ہاتھ میں گرے۔" (۲۰)

۳: حضرت انس سے مروی ہے کہ نبی ﷺ منیٰ میں تشریف لائے، جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں پھر قربانی کر کے اپنے مکان میں تشریف لائے، پھر آپ نے حجام کو بلایا اور سر مبارک کی دائیں جانب سے بال مبارک منڈوائے اور ابو طلحہ انصاری کو بلا کر عطا فرمائے پھر بائیں جانب سے بال مبارک منڈوائے اور وہ بھی حضرت ابو طلحہ انصاری کو عطا فرمائے پھر فرمایا:

"اقسمه بین الناس." (۲۱)

"ان بالوں کو لوگوں میں تقسیم کر دو۔"

۴: حضرت قاضی عیاض مالکی رَحمَۃُ اللہِ تَعَالیٰ عَلَیہِ فرماتے ہیں:

صحابی رسول حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنہَا کی ٹوپی میں رسول اللہ ﷺ کے چند بال مبارک تھے۔ ایک جنگ میں آپ کی ٹوپی گر گئی تو آپ نے (ٹوپی واپس لانے کے لئے) حملہ کرنے کا حکم دیا، اصحاب نبی نے اس حملہ میں بہت سے لوگوں کے شہید ہو جانے کو ناپسند کیا تو حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنہُ نے فرمایا:

"میں نے یہ کاروائی محض ٹوپی کے لئے نہیں کروائی بلکہ اس ٹوپی میں نبی ﷺ کے بال تھے کہ کہیں ان بالوں کی برکت سے محروم نہ ہو جاؤں اور کہیں یہ ٹوپی کفار کے قبضہ میں نہ چلی جائے۔" (۲۲)

روایات بالا سے واضح ہوا کہ رسول صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی یادگاروں کی حفاظت کا اہتمام خود فرمایا ہے اور رسول ﷺ کی یادگاروں کی حفاظت اور تعظیم کرنا اور ان کے بارے میں عقیدہ رکھنا کہ ان سے برکات اور فتوحات ملتی ہیں صحابہ کرام رِضوَانُ اللہِ تَعَالیٰ عَلَیہِم اَجمَعِینَ کا عقیدہ و عمل ہے اور یہی صراط مستقیم ہے۔

نیز ثابت ہوا کہ رسول ﷺ کے بال مبارک صحابہ کرام کو اپنی جانوں سے زیادہ پیارے تھے۔

۵: "عن صفية ان عمها خداشا رای النبی ﷺ یاکل فی صحفة استوهبها منه قال فکانت اذا قدم علینا عمر قال ائتونی بصحفة رسول اللہ ﷺ فخرجها له فیملوها من ماء زمزم فیشرب منها وینضح علی وجهه."

"حضرت صفیہ فرماتی ہیں کہ ان کے چچا حضرت خداش رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنہُ نے نبی ﷺ کو ایک پیالے میں کھانا کھاتے دیکھا تو آپ سے مانگ لیا، پس جب حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنہُ ہمارے ہاں تشریف لائے تو فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ کا پیالہ دو!

پس ہم وہ پیالہ آپ کے لئے نکال لائے تو آپ اس پیالے کو آب زمزم سے بھرتے اس میں سے پیتے اور اپنے چہرے پر چھینٹے مارتے۔" (۲۳)

۶: "عن ابی هريرة قال قدمت المدينة فلقینی عبد اللہ بن سلام رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنہُ فقال لی انطلق الی المنزل فاسقیك فی قدح شرب فیه رسول اللہ ﷺ وتصل فی مسجد صلیٰ فیه النبی ﷺ فانطلقت معه فاسقانی سویقا واطعمنی تمرا وصلیت فی مسجده." (۲۴)

"حضرت ابی ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنہُ سے روایت ہے،

۲۰: "صحیح مسلم" کتاب الفضائل، باب قرب النبی من الناس وتبرکھم بہ، حدیث نمبر: ۴۹۲۔

۲۱: "صحیح مسلم" کتاب الحج، باب بیان ان السنة یوم النحر ان یرمی الخ، حدیث نمبر: ۲۳۰۰۔

۲۲: "الشفاء بحقوق المصطفیٰ ﷺ" جلد نمبر: ۲، صفحہ نمبر: ۴۴۔

۲۳: "الاصابہ" جلد نمبر: ۲، صفحہ نمبر: ۴۲۰۔

۲۴: "صحیح بخاری" کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب ما ذکر النبی ﷺ الخ، حدیث نمبر: ۲۷۹۲۔

فرمایا: میں مدینہ شریف آیا تو میری ملاقات حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی، آپ نے فرمایا میرے گھر چلو میں تمہیں اس پیالے میں پانی پلاؤں جس سے رسول اللہ ﷺ نے پانی پیا اور تم اس مسجد میں نماز پڑھو جس مسجد میں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی۔ میں آپکے ساتھ چلا تو مجھے (اس پیالے میں) ستو پلائے اور کھجوریں کھلائیں اور میں نے آپ ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھی۔"

آج اس جذبہ سے جب مسلمان رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھنے کی جگہوں مثلاً غار حراء، غار ثور، اور دیگر منسوب مقامات کی زیارت کرنے اور وہاں نماز پڑھنے کے لئے جاتے ہیں تو نجدی علماء مسلمانوں کے اس عمل کو شرک و بدعت قرار دیتے ہیں، حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی عبادت گاہوں اور منسوب مقامات کی زیارت کرنا اور وہاں نماز پڑھنا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی سنت ہے۔ اور اس سے بڑھ کر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى۔"

"اور تم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسوب پتھر کو (طواف کعبہ کے بعد) جائے نماز بناؤ" (۲۵)

۷: حضرت موسیٰ بن عقبہ فرماتے ہیں:

"رایت سالم بن عبد الله یتحریٰ اماکن من الطریق فیصلی فیها ویحدث ان اباه کان یصلی فیها وانه رای النبی ﷺ یصلی فی تلك الامکنة وحدثنی نافع عن ابن عمر انه کان یصلی فی تلك الامکنة۔"

"میں نے سالم بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ وہ راستے میں چند مقامات کو تلاش کرتے اور وہاں نماز پڑھتے اور بتاتے کہ ان کے والد (حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ان مقامات میں نماز پڑھتے تھے کیونکہ انہوں نے نبی ﷺ کو ان مقامات پر نماز پڑھتے دیکھا تھا۔" (۲۶)

۸: "عن انس بن مالك ان ام سلیم سالت رسول الله ﷺ ان یاتیها فیصلی فی بیتها فتتخذه مصلی فاتاه فعمدت الی حصیر فنضحته بماء فصلی علیه وصلوا معه۔"

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (ان کے والدہ) حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ان کے گھر تشریف لا کر ان کے گھر میں نماز ادا فرمائیں تاکہ ہم اس جگہ کو جائے نماز بنالیں۔ پس آپ ﷺ تشریف لائے تو انہوں (حضرت ام سلیم) نے ایک چٹائی پر پانی چھڑکا پس اس پر رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی اور انہوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔" (۲۷)

اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا عقیدہ تھا کہ جس جگہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھیں اور جو جگہ آپ سے منسوب ہوجائے وہ جگہ مبارک ہوجاتی ہے اور ایسے مقامات کو جائے نماز بنانا سنت صحابہ ہے

۹: حضرت قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں:

"ورای ابن عمر واضعا یده علی مقعد النبی ﷺ من المنبر ثم وضعها علی وجهه۔"

"حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا گیا کہ وہ اپنا ہاتھ منبر پر نبی ﷺ کے بیٹھنے کی جگہ پر رکھتے پھر اسے (یعنی ہاتھ کو) اپنے چہرے پر رکھتے۔"

آج کل غار ثور اور غار حراء میں مسلمانوں کے اسی عمل کو وہابی شرک قرار دیتے ہیں۔ والعیاذ باللہ!

آثار نبوی سے برکت کے حصول کیلئے صحابہ کی وصیتیں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وصیت:

"(بوقت وصال) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول ﷺ کی قمیص مبارک کا ایک ٹکڑا منگوایا اور فرمایا اسے

۲۵: "قرآن مجید" پارہ نمبر: ا، سورہ بقرہ، آیت نمبر: ۱۲۵۔

۲۶: "صحیح بخاری" کتاب الصلوۃ، باب المساجد التی علی طرق المدینۃ الخ، حدیث نمبر: ۴۶۱۔

۲۷: "سنن نسائی" کتاب المساجد، باب الصلوۃ علی الحصیر، حدیث نمبر: ۷۲۹۔

میرے سینہ پر رکھ دینا اور اسے میرے ساتھ دفن کر دینا شاید میں اس کی برکت سے عذاب قبر سے نجات پا جاؤں۔" (۲۸)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت:

"حضرت ابو وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک خوشبو تھی، فرمایا اس خوشبو کے ساتھ میرے کفن کو معطر کیا جائے۔ نیز فرمایا یہ خوشبو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کفن کو لگائی گئی خوشبو سے بچی ہے"۔ (۲۹)

اس وصیت کا ذکر حافظ ابن اثیر، شارح بخاری امام بدر الدین عینی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہم اللہ نے بھی کیا ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وصیت:

ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصیت فرمائی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والی چار پائی پر رکھ کر قبرستان لے جانا۔ (۳۰)

اس چار پائی کے بارے میں حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک چار پائی بطور ہدیہ پیش کی گئی جس کے پائے ساگوان کے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر آرام فرمایا کرتے تھے۔ جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس چار پائی پر رکھا گیا، پھر حضرت ابو بکر وحضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو وفات کے بعد اس چار پائی پر رکھا گیا، پھر لوگ بطور تبرک اس چار پائی پر اپنے مردوں کو رکھتے تھے۔" (۳۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت:

۱: آپ کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بال مبارک تھا، فرمایا جب فوت ہو جاؤں تو زبان کے نیچے رکھ دینا۔ چنانچہ بعد از وفات ایسا ہی کیا گیا۔ (۳۲)

۲: آپ کے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ مبارک سے ملی ہوئی خوشبو تھی، وصیت فرمائی کہ اس پسینہ والی خوشبو کو میرے کفن میں لگایا جائے۔ (۳۳)

۳: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عصا مبارک تھا، آپ کی وصیت کے مطابق وہ عصا مبارک آپ کے ساتھ قبر مبارک میں دفن کیا گیا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت:

"جب میں وفات پا جاؤں تو اس قمیص (نبوی) کو میرے کفن کے نیچے میرے جسم کے ساتھ ملا کر رکھنا اور (نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے) ان بالوں اور ناخنوں کو میرے منہ اور آنکھوں اور سجدہ گاہوں پر رکھنا کیونکہ اگر کوئی چیز نفع بخش ہے تو یہی ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔ (۳۴)

حضرت ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت:

حضرت ولید بن ولید نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے اپنی قمیص میں دفن کرنا، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابی کی وصیت کے مطابق انہیں اپنی قمیص میں دفن کیا۔ (۳۵)

۲۸: "اتحاف السادہ المتقین بشرح اسرار احیاء الدین" جلد نمبر: ۱۰، صفحہ نمبر: ۳۳۳۔
۲۹: "المستدرک للحاکم" جلد نمبر: ۱، صفحہ نمبر: ۵۵۵۔
۳۰: "ابن سعد" جلد نمبر: ۸، صفحہ نمبر: ۱۰۹۔
۳۱: "زرقانی علی المواہب" جلد نمبر: ۲، صفحہ نمبر: ۱۴۔
۳۲: "الاصابہ فی تمیز الصحابہ" جلد نمبر: ۱، صفحہ نمبر: ۷۱۔
۳۳: "صحیح بخاری، صحیح مسلم"۔
۳۴: "الاستیعاب" امام عبد البر، جلد نمبر: ۲۱، صفحہ نمبر ۳۹۹-۴۰۰۔
۳۵: "الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ" جلد نمبر: ۳، صفحہ نمبر: ۲۴۰۔

سولھویں قسط

شرحِ سلامِ رضا

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مولانا شہزاد احمد مجددی چوراہی

---گذشتہ سے پیوستہ---

مدینہ شریف کے ایک گھر کی شہرت "بیت المطیبین" کے نام سے ہوگئی:

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ:

"جاء رجل إلى النبى ﷺ، فقال: يا رسول الله، إنى زوجت ابنتى، وأنا أحب أن تعيننى بشىء قال: ما عندى شىء، ولكن إذا كان غدا، فأتنى بقارورة واسعة الرأس، وعود شجرة، وآية بينى وبينك أن أجيف ناحية الباب قال: فلما كان فى الغد أتاه بقارورة واسعة الرأس، وعود شجرة قال: فجعل النبى ﷺ يسلت العرق عن ذراعيه حتى امتلأت القارورة، فقال: خذها، وأمر ابنتك أن تغمس هذا العود فى القارورة، فتطيب به قال: فكان إذا تطيبت شم أهل المدينة رائحة ذلك الطيب، فسموا بيت المطيبين۔"(۱)

"ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں اپنی بیٹی کی شادی کر رہا ہوں، آپ اس میں میری کچھ مدد فرمائیے۔ آپ نے فرمایا اس وقت تو کچھ موجود نہیں ہے، لیکن تم کھلے منہ کی شیشی اور درخت کی ایک ٹہنی لاؤ، وہ دونوں چیزیں لایا۔ آپ نے دونوں کلائیوں سے پسینہ پونچھ کر شیشی کو بھر دیا۔ آپ نے فرمایا اپنی بیٹی کو دو اور کہو کہ یہ لکڑی شیشی میں ڈبو کر اسے خوشبو کی طرح لگائے چنانچہ لڑکی نے ایسا ہی کیا اور اس گھر کی شہرت "بیت المطیبین" کے نام سے ہوگئی۔"

حضرت عتبہ بن فرقد کے جسم کی خوشبو کا سبب:

حضرت عتبہ کی ایک بیوی کا بیان ہے کہ:

"كنا عند عتبة نسوة وان كل واحدة منا تريد أن تكون أطيب ريحا من صاحبتها وكان عتبة أطيب ريحا وكان إذا خرج عرف من ريح طيبة فسألتها عن ذلك فقالت اتخذه الشرى على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فشكا ذلك إليه فأمره فقعد بين يديه وجعل يده على فرجه ثم تفل النبى صلى الله عليه وسلم فى يده فمسح ظهره وبطنه۔"(۲)

''عتبہ کی چند بیویاں تھیں اور ہماری کوشش ہوتی کہ اچھی خوشبو لگا کر اس کے پاس رہیں کیونکہ اس سے بہترین خوشبو آتی تھی لیکن اس کی خوشبو ہماری خوشبوؤں پر غالب آجاتی تھی۔ اگر وہ باہر کہیں مجلس میں چلا جاتا تو ساری مجلس مہک جاتی۔ لوگوں نے اس سے اس کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں مجھے ایک پھوڑا نکلا جس کا ذکر میں نے آپ ﷺ سے کیا تو آپ نے مجھے وہاں سے کپڑا ہٹانے کا حکم دیا اور اپنا دستِ اقدس اس جگہ پر پھیرا۔''

۱: "معجم أبى يعلى" صفحہ: ۱۱۷، باب الباء، رقم: ۱۱۸، إدارة العلوم الأثرية فيصل آباد۔ و "المعجم الأوسط" ۳: ۱۹۱، باب من اسمه إبراهيم: ۲۸۹۵، دار الحرمين القاهرة۔ و "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" ۸: ۲۸۳، باب منه فى صفته وطيب رائحته صلى الله عليه وسلم، دار الريان للتراث القاهرة / دار الكتاب العربى بيروت۔

۲: "المعجم الكبير" ۱۷: ۱۳۳، مكتبة الزهراء الموصل۔

کنوئیں سے کستوری کی خوشبو:

امام احمد وطبرانی حضرت وائل بن حجر سے نقل کرتے ہیں کہ:

"أتی النبی ﷺ بدلو من ماء فشرب منه ثم مج فی الدلو ثم صب فی البئر أو شرب من الدلو ثم مج فی البئر ففاح منها مثل ریح المسك۔"(۳)

"نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ڈول میں پانی لایا گیا آپ نے اس سے پانی پیا پھر اس ڈول میں کلی کی اور پھر کنوئیں میں ڈال دیا یا ڈول سے پانی پیا اور کنوئیں میں کلی کی تو اس (کنوئیں) میں سے کستوری کی خوشبو آنے لگی۔"

ماہ لاہوت خلوت پہ لاکھوں درود
شاہ ناسوت جلوت پہ لاکھوں سلام

ماہ:

چاند۔

لاہوت:

تصوف میں مقامات کا وہ درجہ جہاں سالک کو فنافی اللہ کا مقام حاصل ہوتا ہے۔

خلوت:

تنہائی، گوشہ نشینی، جہاں کسی دوسرے کو رسائی حاصل نہ ہو۔

شاہ:

بادشاہ، سلطان۔

ناسوت:

عالم اجسام، دنیا۔

جلوت:

باہر، عام جگہ، سب کے سامنے۔

تفہیم:

آپ ﷺ فنافی اللہ کے اس مقام پر فائز ہیں جہاں کسی اور کی رسائی نہیں ہے اور عالم اجسام میں آپ اس مقام پر فائز ہیں کہ کل جہاں کی سلطنت آپ کو حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ انہماک کا عالم:

علامہ عبد الرؤف مناوی "فیض القدیر شرح الجامع الصغیر" میں نے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے:

"لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیه ملك مقرب ولا نبی مرسل۔"(۴)

"کسی وقت اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ میرے انہماک کا یہ عالم ہوتا ہے کہ نہ کوئی مقرب فرشتہ دخل اندازی کرسکتا ہے اور نہ کوئی نبی مرسل۔"

شیخ الاسلام امام ابن حجر ہیتمی فتاویٰ حدیثیہ میں نقل فرماتے ہیں کہ جبریل نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی:

"أبشر فانك خیر خلقه وصفوته من البشر حباك اللہ بما لم یحب به أحد من خلقه لا ملکا مقربا ولا نبیا مرسلا۔"(۵)

"مژدہ ہو کہ حضور بہترین خلق خدا ہیں، اس نے تمام آدمیوں میں سے حضور کو چن لیا، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ دیا جو سارے جہان میں سے کسی کو نہیں دیا، نہ کسی مقرب فرشتہ کو اور نہ کسی نبی مرسل کو۔"

اور صحیح بخاری میں حضرت ابو سعید الخدری سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لست کھیئتکم إنی أبیت لی مطعم یطعمنی وساق یسقین۔"(۶)

۳: "مسند الإمام أحمد بن حنبل" ۴: ۳۱۵، حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالی عنه، رقم: ۱۸۸۵۸، مؤسسة قرطبة القاہرة۔ و "المعجم الکبیر" ۲۲: ۵۱، باب أم یحیی امرأة وائل بن حجر عن وائل بن حجر، رقم: ۱۱۹، مکتبة الزہراء الموصل۔

۴: "فیض القدیر شرح الجامع الصغیر" ۴: ۲، المکتبة التجاریة الکبری القاہرة۔

۵: "الفتاوی الحدیثیة" صفحه: ۱۳۵، دار الفکر۔

۶: "صحیح البخاری" ۲: ۶۹۴، کتاب الصوم، باب الوصال إلی السحر، رقم: ۱۸۲۲، دار ابن کثیر الیمامة بیروت۔

"میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میں رات گزارتا ہوں اس حال میں کہ مجھے کھلانے والا کھلاتا ہے اور پلانے والا پلاتا ہے۔"

آپ ﷺ تمام انسانوں کے سردار ہیں:

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"أنا سيد الناس يوم القيامة۔ متفق عليه۔"(۷)

"میں قیامت کے دن تمام انسانوں کا سردار ہوں۔"

صحیح بخاری کی ایک روایت میں "أنا سيد القوم يوم القيامة" اور صحیح مسلم، ترمذی، ابن ماجہ کی روایت میں "سيد ولد آدم يوم القيامة" کے الفاظ ہیں۔(۸)

یہاں سوال یہ ہے کہ آپ ﷺ کی اس سیادت کا ظہور قیامت کے دن کیوں ہوگا؟ شارح موطا امام مالک، امام محمد بن عبد الباقی زرقانی اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"وإنما قيد به لظهور سؤدده فيه الكل واحد بلا منازع ولا معاند، بخلاف الدنيا فنازعه۔"(۹)

"آپ نے قیامت کے دن کی پابندی اس لیے فرمائی ہے کہ بلا تنازع اور معاہدہ کے آپ کی سیادت کا ظہور قیامت کے دن ہر ایک کے لیے ہوگا بخلاف دنیا کے کہ کفار نے آپ سے منازعت کی۔"

حضرت حسان بن ثابت کا نعتیہ شعر:

حضرت حسان بن ثابت فرماتے ہیں:

إمام لهم يهديهم الحق جاهدا
معلم صدق إن يطيعوه يسعدوا(۱۰)

"آپ مخلوق کے امام ہیں، مخلوق کو ایسے حال میں حق کی ہدایت فرماتے ہیں کہ آپ ہدایت کے لیے کوشش کرنے والے ہیں۔ آپ معلم صدق ہیں اگر لوگوں نے آپ کی اطاعت کی تو انھوں نے ہدایت پائی۔"

کنز ہر بے کس و بے نوا پر درود
حرز ہر رفتہ طاقت پہ لاکھوں سلام

کنز:

خزانہ، مخزن، گنجینہ۔

بے کس:

بے یار و مددگار، محتاج، کنگال۔

بے نوا:

بے سامان، فقیر، بے کس۔

حرز:

جائے پناہ، ملجاء۔

رفتہ:

بے خود، گیا ہوا، مرا ہوا۔

طاقت:

زور، قوت، حوصلہ

تفہیم:

نبی کریم ﷺ بے کسوں کے حامی کار، بے بسوں کی جائے پناہ، غریبوں کے ملجاء وماوی، غمزدوں کے غم خوار، شکستہ دل والوں کی دلجوئی فرمانے والے، مؤمنین کے لیے رؤف ورحیم، بے سروسامان اور بے یار ومددگار کیلئے گنجینۂ رحمت ہیں۔ آپکی رحمت سے انس وجن، چرند وپرند ودرند ہر بے کس نے حصہ پایا کیونکہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔

۷: "مشكوة المصابيح" ۳: ۱۵۴۹، باب الحوض والشفاعة، الفصل الأول، رقم: ۵۵۷۵، المكتب الإسلامي بيروت۔

۸: "صحيح البخارى" ۳: ۱۲۱۵، كتاب الأنبياء، باب قول الله عز وجل ولقد أرسلنا نوحا إلى قومه، رقم: ۳۱۶۲، دار ابن كثير اليمامة بيروت۔ و"صحيح مسلم" ۴: ۱۷۸۲، كتاب الفضائل، باب تفضيل نبينا صلى الله عليه وسلم على جميع الخلائق، رقم: ۲۲۷۸، دار إحياء التراث العربى بيروت۔ و"سنن الترمذى" ۵: ۵۸۷، كتاب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب فضل النبى صلى الله عليه وسلم، رقم: ۳۶۱۵، دار إحياء التراث العربى بيروت۔ و"سنن ابن ماجه" ۲: ۱۴۴۰، كتاب الزهد، باب ذكر الشفاعة، رقم: ۴۳۰۸، دار الفكر بيروت۔

۹: "شرح الزرقانى على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية" ۴: ۱۹۵، دار الكتب العلمية بيروت۔

۱۰: "السيرة النبوية لابن بشام" ۲: ۶۶۷، شعر حسان بن ثابت فى مرثيته الرسول، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابى الحلبى مصر۔

اپنی جانوں پر ظلم کرنے والوں کو بارگاہِ رسالت میں حاضری کا حکم:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"ولو أنهم اذ ظلموا أنفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما۔"(۱۱)

ترجمہ کنزالایمان:

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔"

روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر ایک اعرابی کا بخشش طلب کرنا:

عماد الدین ابن کثیر اپنی شہرہ آفاق تفسیر میں ایک اعرابی کا واقعہ یوں نقل کرتے ہیں:

"عن العتبى قال كنت جالسا عند قبر النبى صلى الله عليه وسلم فجاء أعرابى فقال السلام عليك يا رسول الله سمعت الله يقول (ولو أنهم إذ ظلموا أنفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما) وقد جئتك مستغفرا لذنبى مستشفعا بك إلى ربى ثم أنشأ يقول يا خير من دفنت بالقاع أعظمه فطاب من طيبهن القاع والأكم نفسى الفداء لقبر أنت ساكنه فيه العفاف وفيه الجود والكرم ثم انصرف الأعرابى فغلبتنى عينى فرأيت النبى صلى الله عليه وآله وسلم فى النوم فقال يا عتبى إلحق الأعرابى فبشره أن الله قد غفر له۔"(۱۲)

"عتبی کا بیان ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک اعرابی روضۂ اقدس پر حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا السلام علیک یا رسول اللہ! میں نے اللہ تعالیٰ کا فرمان سنا کہ: (ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں) میں نے بے شک اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ کے حضور میں اللہ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہنے حاضر ہوا تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے۔ پھر اس نے استغاثہ پیش کیا اور چلا گیا۔ پھر مجھ پر نیند نے غلبہ کیا اور میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا اے عتبی! اس اعرابی کو بشارت دے دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔"

نبی کریم ﷺ کا عاصیوں کی دستگیری کرنا:

حضرت جابر سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"إنما مثلى ومثل أمتى كمثل رجل استوقد نارا فجعلت الدواب والفراش يقعن فيه فأنا آخذ بحجزكم وأنتم تقحمون فيه۔"(۱۳)

"میری اور امت کی کہاوت ایسی ہے جیسے کسی نے آگ روشن کی، پنکھیاں اور جھینگر اس میں گرنا شروع ہوئے، اور میں تمہاری کمریں پکڑے تمہیں آگ سے بچا رہا ہوں اور تم میرے ہاتھ سے نکلنا چاہتے ہو۔"

قیامت کے دن شفاعت کے طلبگاروں کی دلجوئی:

صحیحین میں ہے کہ قیامت کے دن جب ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہوگا تو لوگ باری باری حضرت آدم، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے پاس جائیں گے لیکن سب عذر پیش فرمائیں گے پھر لوگ آپ ﷺ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہوں گے تو آپ فرمائیں گے:

۱۱: "پارہ: ۵" سورۃ النساء، آیت: ۶۴۔

۱۲: "تفسیر القرآن العظیم" ۱: ۵۲۱، تحت آیت ولو أنهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک الخ، دار الفکر بیروت۔

۱۳: "صحیح مسلم" ۴: ۱۷۸۹، کتاب الفضائل، باب باب شفقته صلى الله عليه وسلم على أمته ومبالغة فى تحذيرهم مما يضرهم، رقم: ۲۲۸۴، دار إحياء التراث العربى بيروت۔

"أنا لها." (۱۴)

"میں ہوں تمہاری شفاعت کے لیے۔"

حضرت انس سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"أنا أول الناس خروجا إذا بعثوا، وأنا قائدهم إذا وفدوا، وأنا خطيبهم إذا أنصتوا، وأنا مستشفعهم إذا حبسوا، وأنا مبشرهم إذا أيسوا الكرامة." (۱۵)

"میں سب سے پہلے قبر سے باہر آؤں گا جب لوگ اٹھائے جائیں گے، اور میں ان کا پیشوا ہوں جب وہ حاضر بارگاہ ہوں گے، اور میں ان کا خطیب ہوں جب وہ دم بخود ہوں گے، اور میں ان کا شفیع ہوں جب وہ محبوس ہوں گے، اور میں خوشخبری دینے والا ہوں جب وہ ناامید ہوں گے۔"

---جاری ہے---

(بقیہ) قاری محمد حبیب قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حیات وخدمات

بلال ڈاکٹر ندیم صاحب کو کال ملاؤ پھر ڈاکٹر صاحب سے خود بات کی اور سب صورتحال بتائی۔ ڈاکٹر صاحب نے فوری ہسپتال جانے کو کہا اور خود بھی جلدی پہنچنے کا کہا۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ جب مجھے فون آیا تو ۶:۳۲ منٹ ہو چکے تھے۔ ادھر والدہ سے دعائیں لے کر قاری صاحب اپنے بیٹے محمد بلال حبیب کے ساتھ موٹر سائیکل پر بیٹھ کر ۶:۴۵ منٹ پر ٹی ایچ کیو ہسپتال پہنچ گئے۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ فوری ایمرجنسی میں منتقل کیا گیا اور ٹریٹ مینٹ شروع ہو گیا۔ وہیں پر ای سی جی بھی ہوئی جو مکمل طور پر کلیئر تھی اس دوران میں ۷:۴۰ منٹ ہو چکے تھے لیکن کوئی دوائی اثر نہیں کر رہی تھی۔

اُلٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا
دیکھا اس بیماری دل نے آخر کام تمام کیا

جنازہ:

قاری صاحب کا جسد خاکی ۲:۳۰ پر جائے جنازہ پر پہنچ چکا تھا اور ۲:۳۰ منٹ سے لے کر ۲:۵۵ منٹ تک قاری صاحب کی خدمات دینی پر روشنی اور آپ کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے علماء اہلسنت ومشائخ کے خطابات ہوئے۔ سب سے پہلا خطاب حضرت علامہ مولانا پیر محمد عاصم ندیم چشتی صاحب (خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ درگاہ اجمیر شریف) کا ہوا۔ اس کے بعد دعوت اسلامی کے تحصیل سانگلہ ہل کے نگران حاجی محمد عارف عطاری صاحب نے بیان کیا اور پھر صاحبزادہ پیر محمد ضیاء المصطفیٰ قادری رضوی صاحب (خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ بریلی شریف) کا بیان ہوا۔ آخر میں مجاہد اہلسنت حضرت مولانا محمد شاہد رضا رضوی صاحب (آف سرگودھا) نے ہچکچاتی ہوئی آواز میں قاری صاحب کی عظمت میں منقبت پیش کی اس کے بعد پورے ۳:۰۰ بجے آپ کے استاذ گرامی اور داماد محدث اعظم، استاذ العلماء والمدرسین حضرت مولانا مفتی محمد ذوالفقار علی رضوی صاحب دامت برکاتھم العالیہ نے نماز جنازہ پڑھایا اور جنازے کے بعد دعا بھی آپ نے ہی فرمائی۔ جب آپ کا جنازہ اٹھا تو کچھ یوں عالم تھا۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

۱۴: "مشكوة المصابيح" ۳: ۱۵۴۸، باب الحوض والشفاعة، الفصل الأول، رقم: ۵۵۷۳، المكتب الإسلامي بيروت۔
۱۵: "مشكوة المصابيح" ۳: ۱۶۰۵، كتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل سيد المرسلين صلوات الله وسلامه عليه، الفصل الثاني، رقم: ۵۷۶۵، المكتب الإسلامي بيروت۔

سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مولانا محمد سیف علی سیالوی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تاجدارِ اقلیم ولایت، شہسوارِ علم وفراست، واقفِ رموزِ حقیقت، کوکب چرخ امامت، وارث علم رسول گوہر کان بتول، صاحب شانِ جلی فخرِ اولادِ علی، ولی ابن ولی حضرت سیدنا امام محمد باقر بن اسیر کربلا زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ ۔آپ علم و فراست کے درخشندہ آفتاب، پاک طینت، پاکیزہ مزاج اور اعلیٰ خوبیوں کے مالک مانے جاتے ہیں۔آپ کی کاوشوں نے چمنستان علم وفضل کو اس طرح بہاروں سے ہمکنار کیا۔آپ بہت بڑے فقیہ اور مفسر ومحدث گزرے ہیں۔یہی وجہ تھی کہ آپ کو باقر العلوم کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

نام:

آپ کا اسم گرامی محمد اور کنیت ابوجعفر ہے۔

القاب:

باقر، شاکر، ہادی، باقر سب سے زیادہ مشہور ہے۔شیخ مومن بن حسن شلنجی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ امام محمد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو باقر اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ علوم میں بہت ماہر تھے۔جو کوئی علم کو پھاڑ کر اس کی اصل اور حقیقت کو پہچانے اسے باقر کہتے ہیں۔(۱)

صاحب المنجد لکھتے ہیں:

''باقر بقرہ سے مشتق ہے اور اسم فاعل ہے اس کا معنی پھاڑنے اور وسعت دینے کے ہیں۔''(۲)

علامہ ابن حجر مکی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں:

''آپ کا لقب باقر اس لیے رکھا گیا کہ بقر زمین کو پھاڑنے اور اس کی پوشیدہ چیزیں نکالنے کو کہتے ہیں۔''(۳)

نیز لکھتے ہیں:

''آپ نے احکام خداوندی کے اندر جو حقائق اور معارف کے خزانے پوشیدہ ہیں انہیں ظاہر کیا ہے اور ان کی حکمتیں اور لطائف بیان کیے ہیں۔''(۴)

کہ وہ تمام خزانے بے بصیرت اور برے اور گندے باطن والے لوگوں پر مخفی رہتے ہیں۔(۵)

اس سے معلوم ہوا کہ علم کا نور بد باطن لوگوں پر ہمیشہ مخفی رہے گا۔یہی وجہ ہے کہ بے بصیرت لوگوں پر وہ علم کے خزائن ہمیشہ اس لیے

۱:''نور الابصار'' جلد دوم، ص: ۱۵، مطبوعہ تفہیم البخاری پبلی کیشنز فیصل آباد۔
۲:''المنجد'' بقر، ص: ۹۵، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی۔
۳:''الصواعق المحرقہ'' ص: ۳۰۴، مطبوعہ النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور۔
۴:''الصواعق المحرقہ'' ص: ۳۰۴، مطبوعہ النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور۔
۵:''الصواعق المحرقہ'' ص: ۳۰۴، مطبوعہ النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور۔

مخفی رہتے ہیں کہ ان کے اندر نفاق کے جراثیم بہت زیادہ اندر تک سرایت کر جاتے ہیں۔

علامہ ابن حجر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے رقم فرماتے ہیں:

''آپ کو باقر کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ نے علم کو پھاڑا اور اسے جمع کیا اور اس کے جھنڈے کو بلند کیا۔''(۶)

ولادت باسعادت:

حضرت سیدنا امام محمد باقر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ولادت میں اختلاف ہے زیادہ تر مؤرخین نے لکھا ہے کہ:

''آپکی ولادت تین صفر ۵۷ ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔''(۷)

ابن سجاد سرور کے قربان میں
نورِ عالم کے مظہر کے قربان میں
تاج عرفان کے گوہر کے قربان میں
ان کے لطف و عنایت کی کیا بات ہے

حضور نے سلام بھیجا:

حضرت زبیر بن محمد بن مسلم مکی سے روایت ہے انہوں نے کہا ہم لوگ حضور جانِ کائنات ﷺ کے صحابی حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس تھے کہ حضرت سیدنا امام زین العابدین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ شریف لائے۔ جبکہ آپ کے صاجزادے حضرت سیدنا امام محمد باقر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ آپ کے ساتھ تھے۔ وہ ابھی بچے تھے ان کو حضرت سیدنا امام زین العابدین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا:

''اپنے چچا (حضرت جابر) کے سر کو بوسہ دو۔''

حضرت سیدنا امام محمد باقر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ان کے قریب ہوئے اور ان کے سر کو بوسہ دیا۔ حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی نظر بہت کمزور تھی۔

امام زین العابدین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا:

''یہ میرا بیٹا محمد الباقر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) ہے۔''

حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ان کو سینے سے لگا لیا اور فرمایا:

''اے محمد الباقر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ)! حضور جانِ کائنات ﷺ آپ کو سلام فرماتے ہیں۔''

حضرت سیدنا امام محمد باقر نے فرمایا:

''کس طرح سلام بھیجا ذرا بیان فرمائیے؟''

حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا:

''میں حضور جانِ کائنات ﷺ کے پاس حاضر تھا اور حضرت سیدنا امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ آپ کی گود میں تھے، حضور جانِ کائنات ﷺ ان سے مزاح اور خوش طبعی فرما رہے تھے اور مجھے فرمایا:

''اے جابر! میرے اس بیٹے کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوگا جسے علی کے نام سے پکارا جائے گا۔ جب قیامت کا دن ہوگا اور منادی آواز دے گا کہ سید العابدین کھڑے ہو جائیں:

''امام علی زین العابدین کھڑے ہو جائیں گے۔''

اور فرمایا:

''علی زین العابدین کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جسے محمد باقر کہا جائے گا۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''اے جابر! اگر تم اسکو دیکھو تو میری طرف سے اسکو سلام کہنا۔''

فرمایا:

''جب تمہاری اس سے ملاقات ہوگی تو اس کے بعد تم بہت کم وقت زندہ رہو گے۔''

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ملاقات کے بعد حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ صرف تین دن اس دنیائے فانی میں زندہ رہے اور وصال فرما گئے۔(۸)

۶: ''الصواعق المحرقہ'' ص: ۳۰۴، مطبوعہ النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور۔

۷: ''وفیات الاعیان'' جلد: ۵، ص: ۵۵۲، مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی۔ ''نور الابصار'' جلد دوم، ص: ۱۵، مطبوعہ تفہیم البخاری پبلی کیشنز فیصل آباد۔

۸: ''نور الابصار'' جلد دوم، ص: ۱۲، مطبوعہ تفہیم البخاری پبلی کیشنز فیصل آباد۔ ''الصواعق المحرقہ'' ص: ۲۸۲، مطبوعہ النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور۔

سبق:

متذکرہ حدیث شریف سے چند امور کھل کر روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئے کہ حضور جانِ کائنات ﷺ کو رب تعالیٰ نے غیبی علوم سے نوازا ہے۔آپ کے علم میں تھا کہ حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ امام باقر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی صغیر سنی تک زندہ رہیں گے اور یہ بھی پتہ تھا کہ ملاقات کے بعد صرف تین دن زندہ رہیں گے۔جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور جانِ کائنات ﷺ کو یہ تک علم نہیں تھا کہ کل کیا ہو گا وہ لوگ اپنے اس گندے عقیدے پر نظر ثانی کریں کیونکہ قیامت بالکل قریب ہے اور جہنم کی آگ بہت شدید ہے۔

آپ کا علم و فضل:

حضرت سیدنا امام محمد باقر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بڑے ذکی اور عقلمند تھے۔بڑے مشکل مسائل کا حل فرمادیا کرتے تھے خواہ ان کا تعلق احکام دینیہ سے ہو یا معاملات دنیاوی سے ہو۔

علامہ ابن خلکان لکھتے ہیں:

"آپ عالم اور بڑے سردار تھے اور آپ کو باقر اس لیے کہا گیا ہے کہ آپ وسیع العلم تھے۔آپ کے متعلق ایک شاعر کہتا ہے۔اہل تقویٰ کے لیے وسیع العلم اور پہاڑوں پر تلبیہ کہنے والوں کے بہترین شخص۔"

علامہ ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں آپ جلیل القدر تابعی تھے اور بڑے مرتبے والے بزرگ تھے اور آپ کا نام اس امت کے اشراف میں ہمیشہ ہر طرح سے لیا جائے گا۔

العجل فرماتے ہیں کہ آپ مدنی ثقہ تابعی تھے۔

محمد بن سعد فرماتے ہیں کہ آپ ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔(۹)

امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی متوفی ۷۴۸ھ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں کہ:

"آپ بنو ہاشم کے سردار اور علم کی وجہ سے باقر مشہور تھے آپ علم کی تہہ تک پہنچ گئے تھے اور آپ نے علم کے حقائق کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا۔"(۱۰)

شیخ مومن بن حسن شلبنجی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ رقم فرماتے ہیں کہ:

"حضرت سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین کی اولاد سے علم دین، سنن، علم قرآن، تاریخ اور فنون ادب جیسے علوم جو امام محمد باقر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ظاہر ہیں اور کسی سے ایسا ظہور نہیں ہوا۔"

آپ نے صحابہ کرام اور تابعین عظام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے روایت ذکر کی ہیں آپ کے علوم کے ذکر میں اخبار مشہور ہیں اور آپ کی مدح میں اشعار پڑھے جاتے تھے مالک بن اعین جہنی نے آپ کی مدح میں یہ قصیدہ لکھا ہے:

اِذَا طَلَبَ النَّاسُ عِلْمَ الْقُرْاٰنِ
كَانَتْ قُرَيْشُ عَلَيْهِ عِيَالًا
وَ اِنْ فَاهَ ابْنُ بِنْتِ النَّبِيِّ
تَلَقَّبُ يَدَاكَ فُرُوْعًا طِوَالًا

"جب لوگ قرآن کا علم تلاش کریں تو سارے قریش آپ کے نزدیک عیال ثابت ہوں گے اگر حضور جانِ کائنات ﷺ کی پیاری بیٹی کا صاحبزادہ کلام کرے تو تیرے ہاتھ لمبی شاخوں کو پہنچیں گے۔"(۱۱)

باقر و شاکر و ہادی و رہنما
مرشد اتقیاء زیست اولیاء
سید اصفیاء کنز جود و سخا
بے گماں شاہ ملک ولا آپ ہیں

آپ کا زور سے رونا:

آپ کے آزاد کردہ غلام افلح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا امام باقر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ حج کیا۔جب آپ مسجد

۹:"البدایہ والنہایہ" جلد:۹، ص:۲۵۳۔۲۵۲، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی۔

۱۰:"تذکرہ الحفاظ الطبقۃ الرابعۃ" جلد اول، ص:۹۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۱۱:"نور الابصار" جلد دوم، ص:۱۶۔۱۷، مطبوعہ تفہیم البخاری پبلی کیشنز فیصل آباد۔

حرام میں داخل ہوئے اور بیت اللہ شریف کو دیکھا تو زور زور سے رونا شروع کردیا۔میں نے عرض کیا۔میرے ماں باپ آپ پر قربان!لوگ آپ کو دیکھ رہے ہیں۔آپ اتنا زور سے نہ روئیں۔آپ نے فرمایا:اے افلج!میں کیوں نہ بلند آواز سے آہ و بکا کروں۔شاید اللہ تعالیٰ کی رحمت میری طرف متوجہ ہو اور میں قیامت کے دن کامیاب ہو جاؤں۔پھر آپ نے طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پاس آکر نماز پڑھی۔جب فارغ ہوئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے سجدہ کی جگہ آنسوؤں سے تر تھی۔(۱۲)

حضرت خالد بن ہیثم سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا امام محمد باقر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا:

''کوئی آنکھ اللہ تعالیٰ کے خوف سے تر نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ اس آنکھ والے کا چہرہ آگ پر حرام کر دیتا ہے۔اگر اس کے آنسو اس کے رخساروں پر بہہ پڑیں تو اس کے چہرے پر قیامت کے دن بے رونقی نہ ہوگی۔آنسوؤں کے سوا ہر چیز کی جزا ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ آنسوؤں کے ساتھ گناہوں کے سمندروں کو ختم کر دیتا ہے اگر کوئی امتی اللہ تعالیٰ کے خوف سے رو پڑے تو اللہ تعالیٰ ساری امت کو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔''(۱۳)

کرامات:

حضرت سیدنا امام محمد باقر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بے شمار کرامات ہیں جن میں سے بعض کا ذکر ہم یہاں کرتے ہیں۔

پہلی کرامت:

ایک ثقہ راوی کا بیان ہے کہ:

''ہم حضرت سیدنا امام محمد باقر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہمراہ ہشام بن عبدالملک کے گھر کے پاس سے اس وقت گزرے جب وہ اس کی بنیاد رکھ رہا تھا۔''

آپ نے فرمایا:

''خدا کی قسم!یہ گھر خراب و خستہ ہو جائے گا اور لوگ اس کی مٹی تک کو اکھاڑ کر لے جائیں گے۔یہ پتھر جن سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے کھنڈرات میں تبدیل ہو جائیں گے۔''

راوی کہتا ہے کہ مجھے آپ کی اس بات سے تعجب ہوا کہ ہشام کے گھر کو کون تباہ کر سکتا ہے۔

جب ہشام نے وفات پائی تو ولید بن ہشام کے کہنے پر اس کو مسمار کر دیا گیا اور مٹی کو اس حد تک کھودا گیا کہ مکان کی بنیاد کے پتھر نظر آنے لگے میں نے خود اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔(۱۴)

دوسری کرامت:

ایک اور راوی کا بیان ہے کہ:

''میں نے حضرت امام باقر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ملاقات کی اجازت طلب کی۔لوگوں نے مجھے کہا عجلت سے کام نہ لو کیوں کہ ان کے پاس تمہارے بھائی بند بیٹھے ہیں۔ابھی وہ باہر نہ آئے تھے کہ بارہ افراد تنگ قباؤں میں ملبوس اور ہاتھ میں دستانے اور موزے پہنے ہوئے باہر آئے۔انہوں نے اسلام علیکم کہا اور چلے گئے۔اس کے بعد میں حضرت سیدنا امام باقر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس حاضر ہوا۔''

میں نے پوچھا:

''یہ کون تھے؟

آپ نے فرمایا:

''یہ تمہارے بھائی جن ہیں۔

میں نے پوچھا:

''کیا آپ انہیں دیکھ لیتے ہیں؟''

آپ نے فرمایا:

''ہاں،جس طرح تم حلال و حرام کے متعلق سوال کرتے ہو اسی طرح وہ بھی آکر پوچھتے ہیں۔''(۱۵)

۱۲:''نور الابصار''جلد دوم،ص:۱۷،مطبوعہ تفہیم البخاری پبلی کیشنز فیصل آباد۔

۱۳:''نور الابصار''جلد دوم،ص:۱۷،مطبوعہ تفہیم البخاری پبلی کیشنز فیصل آباد۔

۱۴:''شواہد النبوہ''ص:۳۱۸،مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور۔

۱۵:''شواہد النبوہ''ص:۳۱۸،مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور۔

تیسری کرامت:

علامہ جامی رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں کہ:

''حضرت سیدنا امام محمد باقر رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہُ سے سوال کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ پر بندے کا کیا حق ہے؟ تو آپ نے اپنا چہرہ سائل سے پھیر لیا۔ سائل نے پھر سوال کیا۔ پھر آپ نے چہرہ پھیر لیا۔ پھر سائل نے سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ پر میرا یہ حق ہے کہ ان کھجور کے درختوں کو کہوں کہ ادھر آؤ۔ تو ادھر آجائیں''۔

سائل کہتا ہے کہ:

''آپ نے یہ بات کرتے وقت کھجور کے درختوں کی طرف اشارہ فرمایا تھا تو میں نے دیکھا کہ درخت حرکت میں آگئے تا کہ آپ کی طرف آئیں لیکن آپ نے درختوں کو اشارہ دیا کہ وہ اپنی جگہ پر قائم رہیں کیونکہ آپ نے ان کو اس طرح آگے آنے کے لیے نہیں کہا تھا۔'' (۱۶)

چوتھی کرامت:

ایک آدمی نے کہا کہ:

''میں حضرت سیدنا امام محمد باقر رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہُ کے پاس مدینہ منورہ گیا۔ آپ کے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے ایک کنیز اور خادمہ آئی۔ یہ آدمی کہتا ہے کہ جب میں نے اس کو دیکھا تو میری نیت خراب ہوئی خادمہ نے اندر جا کر امام کی خدمت میں عرض کیا باہر کوئی مسافر ہے اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے۔ حضرت سیدنا امام محمد باقر رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہُ نے اجازت دی۔ جب وہ اندر آیا تو امام محمد باقر رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ اپنی نیت کو غلط نہیں کرنا چاہیے۔ یہ در و دیوار ہمارے سامنے حجاب نہیں بنتے۔ اگر ہمارے حجاب بن جائیں تو ہمارے اور تمہارے درمیان فرق کیا رہا؟'' (۱۷)

پیشوائے جہاں، والیِ بے کساں
ساقیِ میکشاں، ذی نشاں مہرباں

ہو عطا ایک مجھ پر بھی جام نظر
اے مسیحا میرے دلربا آپ ہیں

پانچویں کرامت:

ایک آدمی نے کہا کہ:

''میں اور حضرت سیدنا امام محمد باقر رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہُ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی درمیانی وادی میں سفر کر رہے تھے اس وقت حضرت امام باقر رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہُ ایک خچر پر سوار تھے اور میں ایک گدھے پر سوار تھا۔ اچانک آپ کے سامنے ایک بھیڑیا آیا اور اس بھیڑیے نے امام محمد باقر رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ گفتگو شروع کر دی اور آپ سنتے رہے۔ آخر میں بھیڑیے کو کہا جاؤ میں نے دعا کر دی ہے۔ جب وہ چلا گیا تو آپ نے مجھے فرمایا کیا تمہیں پتہ ہے وہ کیا کہتا تھا؟ میں نے کہا کہ اللہ عزوجل اور اس کا رسول اور رسول کا بیٹا ہی بہتر جانتا ہے۔ فرمایا وہ کہتا تھا کہ میرا جفت (مادہ) بیمار ہے آپ اس کے لیے دعا کریں تو میں نے اس کے لیے دعا کی ہے۔'' (۱۸)

چھٹی کرامت:

جناب ابو بصیر فرماتے تھے کہ:

''ایک دن حضرت سیدنا امام محمد باقر رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہُ سے میں نے عرض کیا کہ آپ حضور جانِ کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وارث ہیں؟''

آپ نے فرمایا:

''ہاں''۔

میں نے عرض کیا کہ:

''حضور جانِ کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تو سارے نبیوں کے وارث ہیں''۔

آپ نے فرمایا:

''میں ان کے سارے علوم کا وارث ہوں''۔

میں نے عرض کیا:

''آپ حضور جانِ کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تمام علوم کے وارث ہیں؟''

۱۶: ''شواہد النبوہ'' ص: ۳۱۸، مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور۔

۱۷: ''شواہد النبوہ'' ص: ۳۱۸، مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور۔

۱۸: ''شواہد النبوہ'' ص: ۳۱۸، مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور۔

آپ نے فرمایا:

''ہاں۔''

ابو بصیر کہتے ہیں میں نے عرض کیا:

''کیا آپ مردوں کو زندہ کرتے ہیں؟ بہروں اور کوڑھوں کو شفا دینے والے ہیں؟ لوگوں کا اپنے گھروں میں ذخیرہ کرنے اور ان کے کھانے پینے کی خبر دینے پر قادر ہیں؟

امام محمد باقر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا:

''ہاں ہم اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ کرسکتے ہیں۔''

پھر فرمایا:

''اے ابو بصیر! ذرا میرے قریب آؤ۔''

ابو بصیر آنکھوں سے معذور تھے۔ انہوں نے کہا میں آپ کے قریب ہوا آپ نے میرے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو میں آسمان، پہاڑ اور زمین دیکھنے لگا۔

حضرت امام باقر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا:

''کیا تم چاہتے ہو کہ تم ایسے ہی دیکھتے رہو اور تمہارا سب حساب وکتاب اللہ تعالیٰ کے حوالے ہوگا۔ یا جیسے پہلے تھے ویسے ہی رہنا چاہتے ہو اور اللہ عزوجل تمہیں جنت دے گا۔''

ابو بصیر کہتے ہیں:

''میں نے عرض کیا کہ میں تو جنت چاہتا ہوں۔''

آپ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے چہرے پر پھیرا تو میں اسی طرح ہوگیا۔ جیسے پہلے تھا۔ (۱۹)

ساتویں کرامت:

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ:

''میرے والد گرامی ایک روز ایک عام مجلس میں تشریف فرما تھے کہ آپ نے اچانک اپنا سر مبارک جھکالیا۔ پھر اٹھایا اور فرمایا لوگو! تمہارا کیا حال ہوگا؟

جبکہ تمہارے پاس ایک شخص تمہارے اس شہر میں چار ہزار کا لشکر لے کر آئے گا اور متواتر تین دن تم پر تلوار چلائے گا۔ وہ تمہارے بہادروں کو قتل کردے گا۔ اور تم سخت مصیبت میں ہوگے اور اس کی مدافعت کی تمہیں قدرت نہ ہوگی۔ اور یہ آئندہ سال ہوگا اس کی تیاری کرو۔ اور یقین کرو! جو میں نے کہا ہے وہ ہو کر رہے گا۔

مدینہ شریف والوں نے آپ کے اس کلام کی طرف توجہ نہ کی اور کہا ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔

جب دوسرا سال آیا تو حضرت سیدنا حضرت امام باقر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے اہل وعیال سمیت آپ اور بنو ہاشم مدینہ شریف سے باہر تشریف لے گئے۔ نافع بن حضرت ازرق چار ہزار لشکر سمیت مدینہ شریف آیا اور تین روز تک مدینہ منورہ میں قتل عام کیا۔ اور بے شمار لوگوں کو قتل کیا۔ جیسے حضرت سیدنا امام محمد باقر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا تھا۔ ویسے ہی ہوا۔'' (۲۰)

آپ کا وصال:

حضرت سیدنا امام باقر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ۷ ذوالحجۃ ۱۱۷ھ مدینہ شریف میں وصال ہوا۔ بوقت وصال آپ کی عمر ۶۳ سال تھی اور آپ جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

۱۹: ''نور الابصار'' جلد دوم، ص: ۱۹، مطبوعہ تفہیم البخاری پبلی کیشنز فیصل آباد۔

۲۰: ''نور الابصار'' جلد دوم، ص: ۱۹، مطبوعہ تفہیم البخاری پبلی کیشنز فیصل آباد۔

فقہائے احناف کا حدیثِ ضعیف سے استدلال

مولانا محمد نواز قادری اشرفی

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدَ الشَّاکِرِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ اَکْرَمِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ حَامِلِ لِوَاءِ الْحَمْدِ یَوْمَ الدِّیْنِ اَوَّلِ الشَّافِعِیْنَ وَالْمُشَفَّعِیْنَ صَاحِبِ الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِیْنَ الْمَحْشُوْرِیْنَ الَّذِیْ نُطْقُہٗ وَحْیُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالَّذِیْ خُلُقُہٗ مِعْیَارٌ لِلْحُسْنِ فِی الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ رَحْمَۃٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ حَبِیْبِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ وَاَزْوَاجِہِ الطَّاھِرَاتِ الْمُطَھَّرَاتِ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَوْلِیَآءِ اُمَّتِہِ الْوَاصِلِیْنَ الْکَامِلِیْنَ عُلَمَآءِ اُمَّتِہِ الرَّاسِخِیْنَ مِنَ الْمُفَسِّرِیْنَ وَالْمُحَدِّثِیْنَ وَالْاَئِمَّۃِ الْمُجْتَھِدِیْنَ اَجْمَعِیْنَ۔

فقہ اسلامی کی بنیاد جن چار چیزوں پر ہے ان میں سے ایک اہم ماخذ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہے، جس کے بیان ونقل میں انتہائی حزم واحتیاط سے کام لیا گیا ہے، ماضی میں بعض اسباب کے تحت احادیث کو وضع کرنے اور اس کے ذریعہ سے لوگوں کو گمراہ کرنے کی ناپاک سازش کی گئی تھی، جن کے خلاف محدثین نے سخت محاذ آرائی کی؛ اِسی پس منظر میں ''ائمۂ جرح وتعدیل'' کی جماعت کا ظہور ہوا، جنھوں نے موضوع اور من گھڑت احادیث کو چھانٹ کر موضوعات کے نام سے الگ کر دیا اور راویوں کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے احوال واعمال کے مطابق احادیث کی تقسیم کر دی، ان ہی اقسام میں ایک ''ضعیف'' حدیث بھی ہے، ذیل میں حدیثِ ضعیف کی تعریف، حکم، شرائط اور حدیثِ ضعیف سے استدلال اور اسکی امثلہ اور دیگر ضروری امور کو بیان کیا گیا ہے:

حدیثِ ضعیف:

حدیث ضعیف کی اصطلاح درحقیقت دو ہیں:

ایک متقدمین کی اصطلاح ہے۔

اور دوسری متاخرین کی اصطلاح ہے۔

حدیثِ ضعیف کی تعریف میں متقدمین اور متاخرین کی الگ الگ رائیں ہیں۔

متقدمین کے نزدیک:

متقدمین کی اصطلاح میں ''ضعیف'' وہ حدیث کہلاتی ہے جو منکر اور باطل نہ ہو اور اس کے راوی متہم بالکذب نہ ہوں، گویا متقدمین کے یہاں حدیث صحیح ہی کی ایک قسم ''حدیث ضعیف'' ہے۔(۱)

متاخرین کے نزدیک:

متاخرین کی اصطلاح میں ''حدیث ضعیف'' وہ کہلاتی ہے۔

''ھُوَ مَا لَمْ یَجْمَعْ صِفَۃَ الصَّحِیْحِ اَوِ الْحَسَنِ۔''(۲)

۱: العثمانی، ظفر احمد، اعلاء السنن، م-ن، ج:۱، ص:۲۰۔

۲: السیوطي، عبدالرحمن بن أبي بکر جلال الدین (المتوفی: ۹۱۱ھ)، تدریب الراوي في شرح تقریب النواوي، دار طیبة، ج:۱، ص:۱۹۵، زین الدین محمد المدعو بعبدالرؤوف بن تاج العارفین بن علي بن زین العابدین الحدادي ثم المناوي القاهري (المتوفی: ۱۰۳۱ھ)، الیواقیت والدرر في شرح نخبة ابن حجر مکتبة الرشد، ۱۹۹۹م، ج:۲، ص:۱۷۳، صبحي إبراهیم الصالح (المتوفی: ۱۴۰۷ھ)، علوم الحدیث ومصطلحه، عرض ودراسة، دار العلم للملایین، بیروت، ۱۹۸۴م، ج:۱ ص:۱۲۵۔

''جس میں حدیث صحیح وحسن کی شرائط نہ پائی جائیں۔''

حدیث ضعیف کے بارے میں علامہ ابن قیم رقمطراز ہیں:

وَلَيْسَ الْمُرَادُ بِالْحَدِيثِ الضَّعِيفِ فِي اصْطِلَاحِ السَّلَفِ هُوَ الضَّعِيفُ فِي اصْطِلَاحِ الْمُتَأَخِّرِينَ، بَلْ مَا يُسَمِّيهِ الْمُتَأَخِّرُونَ حَسَنًا قَدْ يُسَمِّيهِ الْمُتَقَدِّمُونَ ضَعِيفًا. (۳)

''سلف کی اصطلاح میں حدیث ضعیف سے مراد وہ حدیث نہیں ہے جسے متاخرین حدیث ضعیف کہتے ہیں؛ کیونکہ متقدمین کی اصطلاح میں اس حدیث کو بھی ضعیف کہہ دیا جاتا ہے جسے متاخرین نے حسن کا درجہ دیا ہے۔''

حدیثِ ضعیف کا حکم:

اصول حدیث میں حدیث ضعیف کے حکم، حدیث ضعیف سے استدلال، حدیث ضعیف کی حجیت اور اس پر عمل کرنے کے حوالے سے ائمہ، محدثین اور اصولیین نے درج ذیل تین اقوال بیان کئے ہیں:

۱: حدیث ضعیف مطلقاً قابل عمل نہیں:

یہ قول کمزور ترین ہے اور اس پر کبار ائمہ میں سے کسی کی تصریح نہیں ملتی، یہ قول جن ائمہ نے بیان کیا انہوں نے اسے اپنے فہم سے سمجھا ہے۔

''لَا يُعْمَلُ بِهِ مُطْلَقًا لَا فِي الْأَحْكَامِ وَلَا فِي الْفَضَائِلِ.''(۴)

''حدیث ضعیف پر احکام اور فضائل دونوں ابواب میں مطلقاً عمل نہیں کیا جائے گا۔''

حدیث ضعیف کو کلیتاً رد کرنے والے علماء غالباً اس قول کے پیروکار ہیں مگر یہ قول علمی اور اصولی اعتبار سے ایک کمزور ترین قول ہے۔ یہ وہ قول ہے جس قول کے ثبوت میں کوئی پختہ دلیل ہی نہیں ہے۔ اسے ''ابن سید ناس'' نے ''عیون العصر'' میں روایت کیا اور اسے امام ابو بکر بن العربی کی طرف منسوب کیا ہے۔

۲: حدیث ضعیف، مطلقاً قابل عمل ہے:

جس طرح قول اول ضعیف حدیث کی عدم قبولیت کے حوالے سے انتہا پر ہے کہ ضعیف حدیث مطلقاً۔ قبول نہ کی جائے گی نہ احکام میں نہ فضائل میں، اسی طرح قول ثانی بھی دوسرے اعتبار سے اپنی انتہا پر ہے کہ ضعیف حدیث فضائل اور احکام ہر ایک کے حوالے سے قبول کی جائے گی۔

''يُعْمَلُ بِالْحَدِيثِ الضَّعِيفِ مُطْلَقًا أَيْ فِي الْأَحْكَامِ وَفِي فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ.''(۵)

''حدیث ضعیف کو مطلقاً قبول کیا جائے گا خواہ احکام شریعت ہوں خواہ فضائل ہوں۔''

ضعیف حدیث کو مطلقاً قبول کرنا اور اسے احکام، فضائل اور اعمال میں حجت ماننے کے حوالے سے ائمہ کے صریح اقوال میسر ہیں۔ یہ وہ مذہب ہے کہ اگر کسی ایک موضوع پر حدیث صحیح دستیاب نہ ہو تو خواہ احکام کا مسئلہ ہو، خواہ فضائل کا مسئلہ ہو تو اس موضوع پر حدیث ضعیف کو قبول کر لیا جائے گا کیونکہ حدیث ضعیف سے اوپر والے درجے کی حدیث ''صحیح'' یا ''حسن'' اس موضوع پر میسر نہیں ہے کیونکہ جب صحیح حدیث میسر نہ ہو تو پھر دو ہی صورتیں ہیں۔

حدیث ضعیف کو قبول کیا جائے۔

اپنی رائے پر فتویٰ دیا جائے۔

پس اس صورت حال میں ان دو صورتوں میں سے بعض آئمہ رائے کے مقابلے میں حدیث ضعیف کو مطلقاً قبول کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

۳: حدیث ضعیف، فضائل میں قابل عمل ہے

قول اول میں ایک انتہا تھی اور قول ثانی میں دوسری انتہا تھی، ارجح مسلک و مذہب جو اعتدال و توازن پر مبنی ہے وہ تیسرا قول

۳:ابن قیم، محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين الجوزية (المتوفى: ۷۵۱ھ)، إعلام الموقعين عن رب العالمين، دار الكتب العلمية، بيروت، ۱۴۱۱ھ، ج:۱ص:۶۱

۴:السخاوي، شمس الدين أبو الخير محمد بن عبد الرحمن بن محمد (المتوفى: ۹۰۲ھ)، القولُ البديعُ في الصّلاةِ علَى الحَبيبِ الشّفيع، دار الريان للتراث، س-ن، ص:۲۵۲، ابن سيد الناس، عيون الأثر في فنون المغازي والشمائل والسير، دار القلم، بيروت، ج:۱ص:۱۵۔

۵:السخاوي، شمس الدين أبو الخير محمد بن عبد الرحمن بن محمد (المتوفى: ۹۰۲ھ)، القولُ البديعُ في الصّلاةِ علَى الحَبيبِ الشّفيع، دار الريان للتراث، س-ن، ص:۲۵۲۔

ہے۔محدثین، فقہاء اور ائمہ فن کی اکثریت اس قول ثالث کی طرف گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ:

"ھو الذی علیه الجمھور یعمل به فی الفضائل دون الأحکام۔"(۶)

حدیث ضعیف پر احکام شریعت میں عمل نہیں کیا جائے گا۔ یعنی فرائض، واجبات، حلال و حرام اور اس درجے کے احکام کو چھوڑ کر صحابہ، اہل بیت، اولیاء کے فضائل و مناقب ہوں یا فضائل اعمال ہوں، ترغیب و ترہیب کا معاملہ ہو یا وعظ و نصیحت اور رشد کا معاملہ ہو، تذکیر الی الآخرۃ کا معاملہ ہو یا زہد و رقائق کا معاملہ ہو، ان امور میں حدیث ضعیف پر بالاتفاق عمل کیا جائے گا۔

ضعیف حدیث پر عمل کی شرائط:

حافظ شمس الدین سخاوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے حافظ ابن حجر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے نقل کیا ہے۔اور علامہ ابن عابدین نے بھی ان شرائط کو بیان کیا ہے:

۱: "شَرْطُ الْعَمَلِ بِالْحَدِيثِ الضَّعِيفِ عَدَمُ شِدَّةِ ضَعْفِهِ۔"(۷)

"حدیث ضعیف پر عمل کرنے کی شرط یہ ہے کہ ضعف غیر شدید ہو۔"

چنانچہ وہ حدیث جس کی روایت تنہا کسی ایسے شخص کے واسطے سے ہو جو کذاب یا متہم بالکذب یا فاحش الغلط ہو، خارج ہوگی۔ یعنی ضعف زیادہ نہ ہو، اس شرط کا فائدہ یہ ہے کہ ایسی احادیث جس کو کسی ایسے شخص نے اکیلے روایت کیا جو جھوٹ بولتا ہو، یا اس پر جھوٹ بولنے کی تہمت ہو یا وہ حدیث روایت کرنے میں بڑی بڑی غلطیاں کرتا ہو، وہ حدیث ضعیف قابل عمل نہیں ہوگی۔

۲: "وَأَنْ يَدْخُلَ تَحْتَ أَصْلٍ عَامٍّ۔"(۸)

دوسری شرط یہ ہے کہ اس کا مضمون قواعد شرعیہ میں سے کسی قاعدہ کے تحت آتا ہو چنانچہ وہ مضمون خارج از عمل ہوگا جو محض اختراعی ہو، اصول شرعیہ میں سے کسی اصل سے میل نہ کھاتا ہو۔

۳: "وَأَنْ لَا يُعْتَقَدَ سُنِّيَّةُ ذٰلِكَ الْحَدِيثِ۔"(۹)

اس پر عمل کرتے وقت اسکے ثبوت کا عقیدہ نہ رکھا جائے یعنی اس کو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے ثابت نہ سمجھا جائے بلکہ صرف قواعد شرعیہ کے تحت داخل ہونے کی وجہ سے اسکے ثواب کی امید کی جائے، اور حدیث ضعیف کو محض تائید کے درجے میں مانا جائے مبادا آں حضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی جانب ایک بات جو واقع میں آپ نے نہ فرمائی ہو، اس کا آپ کی طرف منسوب کرنا لازم آجائے۔

فضائل اعمال میں ضعیف احادیث پر عمل:

جلیل القدر علماء و فقہاء کے ہاں کسی عمل کی فضیلت کو ثابت کرنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے، کسی نیک کام کی ترغیب اور برے کام سے روکنے کے لیے، وعظ و نصیحت کے لیے، واقعات کو بیان کرنے کے لیے ضعیف حدیث کو مندرجہ بالا چند شرائط کے ساتھ قبول کیا جاتا ہے اور ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہوتا ہے۔اختصار کے ساتھ چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

۱: امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ:

"قَوْلُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ: إِذَا جَاءَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ شَدَّدْنَا فِي الْأَسَانِيدِ، وَإِذَا جَاءَ التَّرْغِيبُ وَالتَّرْهِيبُ تَسَاهَلْنَا فِي الْأَسَانِيدِ، وَكَذٰلِكَ مَا عَلَيْهِ الْعُلَمَاءُ مِنَ الْعَمَلِ بِالْحَدِيثِ الضَّعِيفِ فِي فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ۔"(۱۰)

۶: "ایضاً"

۷: ابن عابدین، محمد أمین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقي الحنفي (المتوفی: ۱۲۵۲ھ)، رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الطهارة، سنن الوضوء: الجزء الأول، دار الفکر، بیروت ۱۴۱۲ھ، ج: ۱، ص: ۱۲۸، القول البدیع ص: ۱۵۹۔

۸: "ایضاً"

۹: "ایضاً"

۱۰: ابن تیمیة، تقي الدین أبو العباس أحمد بن عبد الحلیم الحراني (المتوفی: ۷۲۸ھ)، مجموع الفتاوی، مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشریف، المدینة النبویة، المملکة العربیة السعودیة، ۱۴۱۶ھ، ج: ۱۸، ص: ۶۵۔

''امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:
''جب حلال وحرام کا معاملہ آن پڑے تو ہم احادیث کی اسانید کی چھان پھٹک میں سختی سے کام لیتے ہیں اور جب ترغیب و ترہیب کا باب ہو تو اسانید کی تحقیق میں تساہل برتتے ہیں اسی طرح ہمارا موقف ضعیف احادیث پر عمل کے بارے میں وہی ہے جو دیگر علماء کرام کا ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا درست ہے۔''

۲: امام عبد الرحمن بن مہدی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ:

''إِذَا رَوِينَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَلَالِ، وَالْحَرَامِ، وَالْأَحْكَامِ، شَدَّدْنَا فِي الْأَسَانِيدِ، وَانْتَقَدْنَا الرِّجَالَ، وَإِذَا رَوِينَا فِي فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ وَالثَّوَابِ، وَالْعِقَابِ، وَالْمُبَاحَاتِ، وَالدَّعَوَاتِ تَسَاهَلْنَا فِي الْأَسَانِيدِ۔''(۱۱)

امام حاکم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ امام عبد الرحمن بن مہدی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں:
''جب ہم حلال وحرام اور احکام سے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے احادیث روایت کرتے ہیں تو اسانید میں شدت اختیار کرتے ہیں اور رجال کی تحقیق میں خوب تفتیش سے کام لیتے ہیں اور جب فضائل اعمال، ثواب وعقاب، مباحات اور دعاؤں کی احادیث بیان کرتے ہیں تو تساہل سے کام لیتے ہیں۔''

۳: حافظ ابو زکریا العنبری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ:

''الْخَبَرُ إِذَا وَرَدَ لَمْ يُحَرِّمْ حَلَالًا، وَلَمْ يُحِلَّ حَرَامًا، وَلَمْ يُوجِبْ حُكْمًا، وَكَانَ فِي تَرْغِيبٍ أَوْ تَرْهِيبٍ، أَوْ تَشْدِيدٍ أَوْ تَرْخِيصٍ، وَجَبَ الْإِغْمَاضُ عَنْهُ، وَالتَّسَاهُلُ فِي رُوَاتِهِ۔''(۱۲)

امام حافظ ابو زکریا العنبری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:
''اگر حدیث ترغیب یا ترہیب میں شدت یا رخصت کے باب میں مروی ہو تو اس کے راویوں کی چھان پھٹک اور اسانید کے جرح وتعدیل میں چشم پوشی سے کام لے کر تساہل اختیار کیا جاتا ہے۔''

۴: امام نووی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ:

''قال الامام النووی فی کتاب الاذکار: قال العلماء من المحدثين والفقهاء وغيرهم: يجوز ويستحب العمل في الفضائل والترغيب والترهيب بالحديث الضعيف ما لم يكن موضوعا. وأما الأحكام كالحلال والحرام والبيع والنكاح والطلاق وغير ذلك فلا يعمل فيها إلا بالحديث الصحيح أو الحسن إلا أن يكون في احتياط في شئ من ذلك، كما إذا ورد حديث ضعيف بكراهة بعض البيوع أو الأنكحة، فإن المستحب أن يتنزه عنه ولكن لا يجب۔''(۱۳)

''امام نووی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:
''علماء محدثین اور فقہاء نے کہا ہے کہ فضائل اور ترغیب و ترہیب میں ضعیف حدیث پر عمل جائز اور مستحب ہے بشرطیکہ وہ موضوع نہ ہو جہاں تک حلال وحرام، بیع، نکاح اور طلاق وغیرہ جیسے احکام کا تعلق ہے تو ان میں حدیث صحیح اور حسن کے بغیر عمل نہیں کیا جائے گا ہاں مگر یہ کہ اس میں سے کسی معاملہ میں احتیاط مطلوب ہو جیسے بعض بیوع اور نکاحوں میں کراہت کے بارے میں کوئی ضعیف حدیث ہو تو مستحب یہ ہے کہ اس سے بچا جائے لیکن یہ واجب نہیں۔''

۵: امام سفیان ثوری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ:

''لَا تَأْخُذُوا هَذَا الْعِلْمَ فِي الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ إِلَّا مِنَ الرُّؤَسَاءِ الْمَشْهُورِينَ بِالْعِلْمِ، الَّذِينَ يَعْرِفُونَ الزِّيَادَةَ وَالنُّقْصَانَ، وَلَا بَأْسَ بِمَا سِوَى ذَلِكَ مِنَ الْمَشَايِخِ۔''(۱۴)

۱۱: الحاكم، أبو عبد الله محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نُعيم بن الحكم الضبي الطهماني النيسابوري، (المتوفى: ۴۰۵ھ)، المستدرك على الصحيحين، دار الكتب العلمية، بيروت، ۱۴۱۱ھ، ج: ۱ص: ۲۲۲۔
۱۲: الخطيب البغدادي، أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي (المتوفى: ۴۶۳ھ)، الكفاية في علم الرواية، المكتبة العلمية، المدينة المنورة، ص: ۱۳۴۔
۱۳: النووي، أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف (المتوفى: ۶۷۶ھ)، الأذكار، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ۱۴۱۰ھ، ص: ۴۷۔
۱۴: الخطيب البغدادي، أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي (المتوفى: ۴۶۳ھ)، الكفاية في علم الرواية، المكتبة العلمية، المدينة المنورة، ص: ۱۳۳۔

امام سفیان ثوری فرماتے ہیں :

”حلال وحرام کے معالے میں بڑے ائمہ کے سوا کسی اور سے یہ علم (روایت حدیث) قبول نہ کرو۔ اور اگر دیگر معاملات ہوں تو ان رؤوساء مشہورین کے علاوہ دیگر چھوٹے مشائخ ہیں (جن پر گفتگو اور طعن بھی ہو جاتی ہے) ان سے بھی حدیث قبول کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔“

۶: امام ابن ھمام رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ:

”قَالَ الإمام إبن الهمام: اَلإِسْتِحْبَابُ يَثْبُتُ بِالضَّعْفِ غَيْرِ الْمَوْضُوعِ۔“(۱۵)

”امام ابن ہمام حنفی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”کسی عمل کا مستحب ہونا ضعیف حدیث سے ثابت ہو جاتا ہے موضوع حدیث سے نہیں۔“

۷: امام سخاوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ:

”فيحصل أن فى الضعيف ثلاثة مذاهب لا يعمل به مطلقاً، ويعمل به مطلقاً إذا لم يكن فى الباب غيره، ثالثها هو الذى عليه الجمهور يعمل به فى الفضائل دون الأحكام۔“(۱۶)

امام حافظ شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی شافعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

”حاصل کلام یہ ہے کہ ضعیف حدیث کے بارے میں تین مذاہب ہیں............ تیسرا مذہب: جمہور محدثین جس کے قائل ہیں، وہ یہ ہے کہ (فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کیا جائے گا، احکام میں نہیں۔“

۸: امام ابن حجر ہیتمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ:

”وَقَدِ اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى جَوَازِ الْعَمَلِ بِالْحَدِيثِ الضَّعِيفِ فِي فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ۔“(۱۷)

امام ابن حجر ہیتمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

”علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے۔“

۸: ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ:

”وقال العلامة على القارى: وقد اتفق الحفاظ على جواز العمل بالحديث الضعيف فى فضائل الاعمال۔“(۱۸)

”علامہ ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: حفاظ محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے۔“

۹: امام ابن عبد البر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ:

”قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ: أَحَادِيثُ الْفَضَائِلِ لَا يُحْتَاجُ فِيهَا إِلَى مَنْ يُحْتَجُّ بِهِ۔“(۱۹)

”امام ابن عبد البر فرماتے ہیں۔ ”فضائل کی احادیث ان چیزوں کی محتاج نہیں ہوتیں کہ جو ان احادیث کے لیے ضروری ہیں جن سے حجت پکڑی جاتی ہے۔“

۱۰: امام محمد ابن علان صدیقی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ:

”وقال الإمام محمد إبن علان الصديقى: ويبقى للعمل بالضعيف شرطان: أن يكون له أصل شاهد لذالك كاندراجه فى عموم أو قاعدة كلية، وأن لا يُعتقد عند العمل به ثبوته بل يُعتقد الاحتياط۔“(۲۰)

”امام محمد ابن علان صدیقی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں

۱۵: ابن الهمام، كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي المعروف (المتوفى: ۸۶۱هـ)، فتح القدير، دار الفكر، ج:۲ ص:۱۳۳۔

۱۶: السخاوي، شمس الدين أبو الخير محمد بن عبد الرحمن بن محمد (المتوفى: ۹۰۲هـ)، القول البديع فى الصلاة على الحبيب الشفيع دار الريان للتراث، ص:۲۵۶۔

۱۷: الهيتمي، أحمد بن محمد بن علي بن حجر السعدي الأنصاري، شهاب الدين شيخ الإسلام، أبو العباس (المتوفى: ۹۷۴هـ)، الفتح المبين بشرح الأربعين، دار المنهاج، جدة، المملكة العربية السعودية، ۱۴۲۸هـ، ص:۱۰۷۔

۱۸: ملا علي القاري بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين (المتوفى: ۱۰۱۴هـ)، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، دار الفكر، بيروت: ۱۴۲۲ه، ج:۲، ص:۱۸۳۔

۱۹: السخاوي، شمس الدين أبو الخير محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن أبي بكر بن عثمان بن محمد (المتوفى: ۹۰۲هـ)، فتح المغيث بشرح الفية الحديث للعراقي، مكتبة السنة، مصر ۱۴۲۴هـ، ج:۱، ص:۳۴۹۔

۲۰: الفتوحات الرباني، م،ن، ج:۱، ص:۸۴۔

مَرْفُوعَةٍ: فَتَقْدِيمُ الْحَدِيثِ الضَّعِيفِ وَآثَارِ الصَّحَابَةِ عَلَى الْقِيَاسِ وَالرَّأْيِ قَوْلُهُ وَقَوْلُ الْإِمَامِ أَحْمَدَ."(٢٧)

امام اعظم ابوحنیفہ کے تمام اصحاب کا اس بات پر اجماع ہے کہ ابوحنیفہ کا مذہب یہ تھا کہ انکے نزدیک ضعیف حدیث قیاس اور رائے سے اولیٰ ہے اور اسی پر انکے مذہب کی بنیاد ہے مثلاً: نماز میں قہقہہ والی حدیث کو قیاس اور رائے پر مقدم کرنا یا کھجور کی نبیذ سے وضو کرنے والی ضعیف حدیث کو رائے اور قیاس پر مقدم کرنا اور دس درہموں سے کم چوری کرنے والے کے ہاتھ کاٹنے سے منع کرنا حالانکہ اس بارے میں جو حدیث وارد ہے وہ ضعیف ہے اور اقامتِ جمعہ کیلئے مصر کی شرط حالانکہ اس بارے میں جو حدیث ہے وہ بھی ضعیف ہے، تو امام صاحب نے ان مسائل میں آثار کی وجہ سے قیاس کو ترک کر دیا۔ حدیث ضعیف اور آثارِ صحابہ کو قیاس اور رائے پر مقدم کرنا امام موصوف کا اور امام احمد بن حنبل کا قول ہے۔

"وذكر ابن حزم أن جميع الحنفية مجمعون على أن مذهب أبي حنيفة أن ضعيف الحديث أولى عنده من الرأي والقياس."(٢٨)

"ابن حزم نے ذکر کیا ہے کہ تمام احناف امام اعظم ابوحنیفہ کے اس مذہب پر متفق ہیں کہ حدیثِ ضعیف میرے نزدیک رائے اور قیاس سے اولیٰ ہے۔"

شیخ تقی الدین تحریر فرماتے ہیں کہ یہ گنجائش اس لیے ہے کہ اگر ایسی حدیث (ضعیف) نفس الامر اور واقع میں صحیح ہے تو اس پر عمل کرنا اس کا حق تھا اور اگر واقع میں صحیح نہ تھی تو بھی فضائل کے باب میں اس پر عمل کرنے کی وجہ سے دین میں کوئی فساد لازم نہیں آئے گا، اس لیے کہ یہ صورت تحلیل وتحریم اور کسی کے حق سے متعلق نہیں ہے اور پھر یہ جواز مطلق نہیں ہے، بلکہ ما قبل میں ذکر کردہ شرائط کے ساتھ ہے۔(٢٩)

حدیثِ ضعیف سے استدلال کی امثلہ:

احناف کا مذہب چونکہ حدیث ضعیف (بقول متقدمین جو درحقیقت حدیث حسن ہے) کو قیاس کے مقابلے میں ترجیح دینے کا ہے، اسی لیے فقہ حنفی میں بکثرت ایسی مثالیں ملتی ہیں جن میں قیاس کو نظر انداز کر کے حدیث ضعیف پر عمل کیا گیا ہے، مثلاً:

١: نمازی حالت صلوٰۃ میں قہقہہ لگا دے تو قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا وضو نہ ٹوٹے، کیونکہ قہقہہ میں خروجِ نجاست کا تحقق نہیں ہوتا ہے، مگر اس سلسلہ میں ایک ضعیف حدیث ہے جو یہ بتلاتی ہے کہ ایسے شخص کا وضو ٹوٹ جاتا ہے، لہٰذا قیاس کو ترک کر کے احناف نے یہاں ضعیف حدیث پر عمل کیا اور قہقہہ کو ناقض وضو قرار دیا۔

٢: دس درہم سے کم کے سرقہ میں بھی قطع ید کا حکم قیاس کے مطابق ہونا چاہیے، کیونکہ وہ بھی تو شرعاً سرقہ ہے، لیکن ایک "ضعیف حدیث" ہے کہ دس درہم سے کم میں ہاتھ کاٹنے کا حکم نہ لگایا جائے۔ چنانچہ حنفیہ نے قیاس کے مقابلہ میں اسی ضعیف حدیث کو حجت مانا ہے۔

٣: اکثر الحیض عشرۃ ایامیہ حدیث بالاتفاق محدثین ضعیف ہے، حنفیہ نے اس کو قیاس پر مقدم کیا۔

٤: لا مہر اقل من عشرۃ دراہم اس کے ضعف پر محدثین متفق ہیں اور حنفیہ نے قیاس نہ کر کے اس کو معمول بہ بنایا۔

5 اقامتِ جمعہ کیلئے مصر کی شرط حالانکہ اس بارے میں جو حدیث ہے وہ بھی ضعیف ہے لیکن اس کے باوجود حنفیہ نے اس کو قیاس پر مقدم کیا۔

٦: سفر میں نبیذ تمر کے ساتھ وضو کرنے والی حدیث کو ضعیف ہونے کے باوجود قیاس پر مقدم کیا۔(٣٠)

٢٧.ابن قيم، محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين الجوزية (المتوفى:٧٥١هـ)، إعلام الموقعين عن رب العالمين، دار الكتب العلمية، بيروت:١٤١١هـ، ج:١، ص:٢١۔

٢٨.السخاوي، شمس الدين أبو الخير محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن أبي بكر بن عثمان بن محمد (المتوفى:٩٠٢هـ)، فتح المغيث بشرح الفية الحديث للعراقي، مكتبة السنة، مصر ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م، ج:١ص:١١٠، القاسمي، محمد جمال الدين بن محمد سعيد بن قاسم الحلاق (المتوفى:١٣٣٢هـ)، قواعد التحديث من فنون مصطلح الحديث، دار الكتب العلمية، بيروت، ص:١١٨، عبد العزيز عبد الرحمن بن محمد العثيم، تحقيق القول بالعمل بالحديث الضعيف، الجامعة الاسلامية بالمدينة المنورة، ١٤٠٥هـ ص:٣٥، محمد طاهر بن حكيم غلام رسول، السنة في مواجهة الأباطيل، دعوة الحق، ١٤٠٢هـ، ص:١٢٩۔

٢٩.ابن النجار، تقي الدين أبو البقا، محمد بن أحمد بن عبد العزيز بن علي الفتوحي (المتوفى:٩٧٢هـ)، شرح الكوكب المنير، مكتبة العبيكان ١٤١٨هـ، ج:٢، ص:٥٧١۔

٣٠.ابن قيم، محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين الجوزية (المتوفى:٧٥١هـ)، إعلام الموقعين عن رب العالمين، دار الكتب العلمية، بيروت ١٤١١هـ، ج١، ص٢١۔

۷: مردہ کو دفن کرتے وقت تین لپ مٹی ڈالنا، پہلی بار "منها خلقناکم" دوسری بار" فیها نعیدکم " اور تیسری بار "ومنها نخرجکم تارۃ اخریٰ" پڑھنے کو امام طحطاوی نے مستحب لکھا ہے، حالانکہ اس بارے میں جو حدیث ہے وہ بھی ضعیف ہے۔(۳۱)

۸: مغرب کے بعد چھ رکعات (جنہیں صلاۃ الاوابین کہتے ہیں) کو امام طحطاوی نے مستحب لکھا ہے حالانکہ اس کے متعلق جو حدیث ہے وہ بھی ضعیف ہے اور اسی کے بارے میں امام شوکانی فرماتے ہیں:

"وَالْآيَاتُ وَالْأَحَادِيثُ الْمَذْكُورَةُ فِي الْبَابِ تَدُلُّ عَلَى مَشْرُوعِيَّةِ الِاسْتِكْثَارِ مِنَ الصَّلَاةِ مَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، وَالْأَحَادِيثُ وَإِنْ كَانَ أَكْثَرُهَا ضَعِيفًا فَهِيَ مُنْتَهِضَةٌ بِمَجْمُوعِهَا لَا سِيَّمَا فِي فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ."(۳۲)

اس کا مطلب یہ ہے کہ مغرب وعشاء کے درمیان نوافل کی کثرت سے متعلق اکثر حدیثیں اگرچہ ضعیف ہیں لیکن مجموعی حیثیت سے مضبوط ہیں، خاص کر فضائل اعمال میں۔

۹: "مسح الرقبۃ امان من الغل" (یعنی گردن کا مسح کرنا طوق سے امان ہے)۔ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن فضائل اعمال میں اتفاقاً اس پر عمل کیا جاتا ہے، اسی باعث ہمارے ائمہ نے کہا ہے کہ گردن کا مسح مستحب ہے۔(۳۳)

اس طرح کی سینکڑوں مثالیں، فضائل، ترغیب وترہیب، مناقب، شرعی امور اور ثواب وعقاب کے باب میں موجود ہیں جن کی احادیث اسناداً ضعیف ہیں لیکن مضموناً، متناً صحیح ہیں اس لئے کہ ان کے توابع اور شواہد ہیں جس سے ان کو تائید ملتی ہے۔ بخوفِ طوالت ہم صرف مندرجہ بالا مثالوں پر اکتفاء کرتے ہیں۔

خلاصہ کلام:

یہ ہے کہ ضعیف حدیث جبکہ موضوع نہ ہو، احکام وعقائد کے باب کے علاوہ فضائل، مناقب، ترغیب وترہیب اور سیر ومغازی میں بالخصوص فقہاء احناف کے نزدیک قابل عمل ہے، اور اس سے استدلال کرنا جائز ہے۔ کیونکہ احادیث کے ذریعہ غفلت سے بیداری اور دین پر عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

اگر حدیث صحیح میسر نہ ہو تو امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک "رائے" سے زیادہ بہتر ہے کہ مرسل اور ضعیف حدیث کو قبول کیا جائے۔ جس امام پر رائے کا الزام لگتا ہے، اس امام نے رائے کو سب سے آخر میں رکھا ہے، کوئی نص نہ ملے تو رائے کی طرف گئے وگرنہ امام اعظم نے حدیث ضعیف تک کو مقدم جانا۔

فقہاء احناف کا موقف یہ ہے کہ ضعیف حدیث کی موجودگی میں قیاس کوئی معنی نہیں رکھتا، بلکہ قیاس کی طرف جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے، حدیث اگرچہ ضعیف ہے؛ لیکن بہر حال موجود تو ہے اور اس میں صحت کا بھی پہلو ہے، اس لیے قیاس کے مقابلہ میں حدیث ضعیف ہی کو ترجیح دی جائے گی۔

واللہ اعلم بالصواب

۳۱: الطحطاوي، أحمد بن محمد بن إسماعيل الحنفي (متوفي: ۱۲۳۱ھ)، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، دار الكتب العلمية بيروت، ۱۴۱۸ھ، ص: ۲۱۱۔

۳۲: الشوكاني، محمد بن علي بن محمد بن عبد الله اليمني (المتوفى: ۱۲۵۰ھ)، نيل الأوطار، دار الحديث، مصر، ۱۴۱۳ھ، ج: ۳، ص: ۲۸۔

۳۳: لکھنوی، ابو الحسنات عبد الحی، الاجوبة الفاضلة، م-ن، ص: ۳۷۔

آخری قسط

قاری محمد حبیب قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
حیات و خدمات

مولانا محمد افضال حسین نقشبندی

...گذشتہ سے پیوستہ...

نقش نعلین حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت وعقیدت:

نقش نعلین حضور سے محبت وعقیدت کا عالم یہ تھا کہ اگر جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات کے اس دفتر میں جائیں جہاں قاری صاحب بیٹھا کرتے تھے تو آپ کو ان کی کرسی کے اوپر دیوار پر لگے نقش نعلین حضور قاری صاحب کی کرسی پر سایہ فگن نظر آئیں گے اور اگر آپ کے گھر آجائیں تو بیٹھک میں جس صوفہ پر (بقول ان کے صاحبزادے محمد بلال حبیب قادری صاحب) بیٹھا کرتے تھے اس کے سامنے پڑی چارپائی پر بیٹھ کر ملاحظہ کریں تو نقش نعلین حضور ان کے صوفہ پر اپنے فیوض وبرکات بکھیرتے نظر آئیں گے۔ اگر ان کی پگڑی (عمامہ شریف) کے اوپر کی جانب سے ملاحظہ کریں تو اس میں آپ کو نقش نعلین حضور ملے گا جو اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ قاری صاحب ہر وقت نقش نعلین حضور کے سائے میں ہی رہا کرتے تھے۔ اگر ان کی سامنے والی جیب سے شجرہ شریف والی کاپی دیکھیں تو اس میں بھی سجا نقش نعلین حضور قاری صاحب کے قلب اطہر پر حکمرانی کرتا آپ کو نظر آئے گا۔ اسی طرح ان کو زندگی کے آخری گیارہویں شریف کے جلوس میں دیکھیں تو ان کے سر پر سجے سفید رنگ کے عمامہ شریف پر سنہری رنگ کا نقش نعلین حضور ان کی نقش نعلین حضور سے محبت وعقیدت کا اعلان کرتا نظر آتا ہے۔

حافظ محمد عمران صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

''ربیع الاول شریف میں جب میں آپ کے ہاں آتا تو کافی مقدار میں گنبد خضری شریف اور نقش نعلین حضور دیتے اور فرماتے کے اپنے علاقے میں تقسیم کر دینا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو یہ دوسرے مسلمان بھائیوں تک پہنچانے کا اجر بھی ضرور ملے گا۔''

حافظ صاحب نے ہی بیان کیا کہ:

''شادی کے بعد جب ہمارے گھر آئے ہمارے کمرے میں لگی تصویریں دیکھ کر برہم ہوئے اور تصویریں اتارنے کو کہا ہم نے وہ تصویریں اتار دیں اور فرمانے لگے اگر تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے بیٹا چاہتے ہو تو آئندہ جب سانگلہ آؤ گے تو میں تمہیں نعلین پاک کے عکس دوں گا وہ آپ نے اپنے گھر میں لگا دینے ہیں۔ انشاء اللہ آپ کو نعلین پاک کے عکس ونقوش کی برکتوں اور رحمتوں سے اللہ تعالیٰ بیٹا عطا فرمائے گا۔ ہم نے ان سے لیکر گھر نعلین پاک کے عکس لگا دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے بیٹا ہی عطا فرمایا۔''

موئے مبارک سے محبت وعقیدت:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تبرکات کو حاصل کرنے کا کوئی موقع ضائع نہیں جانے دیتے تھے۔ جس چیز کو بھی آپ سے نسبت ہو جاتی اسے وہ دنیا وما فیہا سے عزیز تر جانتے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود اپنے عمل سے صحابہ کرام کے اندر یہ شعور بیدار کر دیا تھا کہ وہ آپ کے آثار وتبرکات کو محفوظ رکھتے اور ان کی انتہائی تعظیم وتکریم کرتے اور ان سے برکت حاصل کرتے۔

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

''جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مقام جمرہ پر کنکریاں ماریں

اور اپنے حصہ کی قربانی کرلی تو آپ نے سر انور کا دایاں حصہ حجام کے سامنے کر دیا۔ اس نے بال مبارک مونڈ دیئے پھر آپ نے حضرت ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بلایا اور ان کو وہ موئے مبارک عطا فرمائے۔ اس کے بعد حجام کے سامنے بائیں جانب کی اور فرمایا:

"یہ بھی مونڈو۔"

اس نے اس طرف کے بال مبارک بھی مونڈ دیئے۔ آپ نے وہ بال بھی حضرت ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو عطا فرمائے اور فرمایا:

"اقسمہ بین الناس" یہ موئے لوگوں میں تقسیم کر دو۔"

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ:

"والحلاق یحلقه و اطاف به اصحابه، فما یریدون ان تقع شعرة الا فی ید رجل۔"

کر اس کی زیارت کا شرف بھی بخشا تھا۔ فرمانے لگے وہ موم میں ہے میں چاہتا ہوں میں ان کو کستوری میں رکھوں۔ آپ نے مجھے سب سے اعلیٰ قسم کی کستوری لا کر دینی ہے میں نے عرض کیا ان شاء اللہ جب بھی لاہور چکر لگتا ہے میں لے آؤں گا۔ چند دنوں بعد میں وہ کستوری لے آیا پھر وہ کستوری لینے کیلئے مکتبہ پر تشریف لائے۔ میں نے کستوری پیش کی بہت خوش ہوئے فرمانے لگے:

"اب مزا آیا کرے گا۔ جب بھی موئے مبارک کی زیارت کیلئے غلاف کھولا کروں گا تو خوشبو کے ہلّے بھی آیا کریں گے۔ میں ان کا سرکار کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک کے ساتھ عشق دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔"

صاحبزادہ محمد علی حسن رضوی صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

"علماء بیان کرتے ہیں کہ درود شریف کی کثرت موئے مبارک کی غذا ہے۔ قاری صاحب موئے مبارک کے پاس بیٹھ کر کس قدر درود و سلام پڑھتے تھے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ابھی انکے پاس موئے مبارک کی تشریف آوری کو چار پانچ ماہ ہی ہوئے ہوں گے کہ میں نے زیارت کی تو اس موئے مبارک کی پانچ شاخیں نکلی ہوئی تھیں۔ راقم بیان کرتا ہے کہ درود و سلام سے قاری صاحب کے عشق و محبت کا عالم اور نظارہ ہر کوئی شخص انکی مسجد میں جا کر کر سکتا ہے۔ ۲۰۰۲ء میں مسجد کی نئی تعمیر قاری صاحب کی نگرانی میں ہوئی۔ آپ نے مسجد کی پیشانی پر درود و سلام کے صیغے اتنے خوبصورت خط اور جلی حروف میں ٹائل پر لکھوا کر لگوائے ہیں جو کہ ان کی درود و سلام سے محبت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

قاری صاحب کے جگر گوشہ محمد بلال حبیب قادری صاحب نے بیان کیا کہ:

"جب بھی بہت پریشان ہوتے تو موئے مبارک کو کھول کر ان کی زیارت کرتے تھے۔ یہ آپ کا پوری زندگی معمول رہا۔"

مخالف کی گواہی:

محترم محمد شاہد رضوی صاحب نے بیان کیا کہ:

"قاری صاحب کی وفات پر" مرکزی جمعیت اہلحدیث تحصیل سانگلہ ہل" کے سابق امیر محمد احمر نے کہا کہ:

"سب معاملات کا تو مجھے علم نہیں لیکن نمازی بڑے پکے تھے اور اپنے مسلک پر بڑا عبور رکھنے والے اور غیور قسم کے متصلب سنی تھے۔"

قاری صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ بہت اچھے انسان تھے۔ ان کی وفات کی خبر نے دل غمگین کر دیا ہے۔ ان کی وفات تحصیل سانگلہ ہل کیلئے گہرے صدمہ سے کم نہیں ہے۔

آخری ملاقات:

قاری صاحب کے وصال سے ایک ہفتہ قبل میں قاری صاحب کے ہاں گیا مغرب کا وقت تھا مسجد میں ہی چلا گیا وضو کیا پہلی صف میں آپ کے پیچھے نماز مغرب ادا کی نماز کے بعد جب مصافحہ کیلئے آگے بڑھا تو معانقہ کرتے ہوئے فرمانے لگے "آج تو چھاپا ہی مارا ہے" آپ سے میں نے عرض کیا بس بتانا بھول گیا تھا معذرت! فرمانے لگے

ا: "المسلم"، الصحیح، کتاب الحج، باب: بیان ان السنته یوم النحر ان یرمی ثم ینحر ثم یحلق و الابتداء فی الحلق بالجانب الایمن من راس المحلوق، رقم الحدیث: ۳۱۵۵، ۵۴۸ مطبوعہ دار السلام للنشر و التوزیع الریاض۔

نہیں معذرت والی کون سی بات ہے آپ کا گھر ہے آپ جب چاہیں آسکتے ہیں ۔میں نے تو ویسے ہی مذاقاً کہہ دیا ہے ۔گھر لے گئے فرمانے لگے چاول پکے ہوئے ہیں آج گیارہویں شریف کا ختم تھا ناں! میں نے عرض کیا جی ہاں ۔تو فرمانے لگے چاولوں کے ساتھ روٹی بھی بنوالوں میں نے عرض کیا۔ حضرت آپ تکلف نہ کیا کریں فرمانے لگے آپ دین کے طالب علم ہو اور ساتھ میرے مہمان بھی ہو کچھ کھائے پیئے بغیر تو میں آپ کو جانے نہیں دونگا۔ جب ان کا اصرار کافی بڑھا تو میں نے عرض کیا چاول مجھے کافی پسند ہیں ویسے بھی گیارہویں شریف کا تبرک ہیں وہی لے آئیں۔

کھانے کے ساتھ ساتھ کچھ اُمور پر گفتگو بھی ہوتی رہی ۔عشاء سے قبل میں نے اجازت چاہی تو رات اپنے ہاں ٹھہرنے اور صبح مسجد میں درس دینے کا کافی اصرار کیا چونکہ مجھے کوئی ضروری کام تھا میں نے رات ٹھہرنے پہ معذرت چاہتے ہوئے اجازت چاہی تو کہنے لگے:

''ٹھہرو میں ''بلال'' کو کہتا ہوں وہ آپ کو چھوڑ آتا ہے''۔

میں نے عرض کیا:

''قاری صاحب میں پیدل ہی چلا جاتا ہوں کوئی بات نہیں''۔

فرمانے لگے:

''تمہیں میرے ساتھ کوئی دنیاوی مطلب تو نہیں ہوتا پھر بھی مجھے ملنے کیلئے آتے ہو۔ یہ تمہاری میرے ساتھ محبت ہے اتنا تو میرا بھی حق بنتا ہے ناں کہ تمہیں واپس جہاں تم نے جانا ہو ڈراپ کیا جائے''۔

اتنی دیر میں آپ کا صاحبزادہ محمد بلال حبیب قادری موٹر سائیکل لے آیا میں نے قاری صاحب کو پیلے رنگ کی قینچی والی جوتی استعمال کرتے ہوئے تو اکثر دیکھا ہی تھا میں نے عرض کیا:

''قاری صاحب میں نے ایک روایت پڑھی ہے کہ پیلی جوتی سے غم دور ہوتا اور کالے رنگ کی جوتی پہننے سے غم آتا ہے۔ آپ بھی پیلی جوتی اسی لئے پہنتے ہیں مسکرا پڑے۔ آپ کا مسکرانا ''ہاں'' میں ہی تھا۔ اور فرمانے لگے:

''میں کالی جوتی پہننے کو جائز نہیں سمجھتا جب کبھی میں نے جوتے یا بوٹ وغیرہ لینے کیلئے جاتا ہوں تو دکان میں موجود ملازم مجھے جوتوں کے ڈیزائن دکھاتے ہوئے کالا جوتا بھی دکھادیں تو مالک دکان فوری طور پر ملازم کو کہہ دیتا ہے کہ آپ کو کتنی بار کہا ہے کہ قاری صاحب کو کالی جوتی نہ دکھایا کرو وہ کالی جوتی نہیں پہنتے''۔

اسی دوران ہی قاری صاحب نے ایک عطر کی شیشی اور کچھ نقدی میری جیب میں روکتے روکتے ڈال دی کیا علم تھا کہ آج قاری صاحب سے یہ میری آخری ملاقات ہوگی۔ مجھے ساری زندگی حسرت ہی رہے گی کہ میں ان کے ہاں رات ٹھہر جاتا اور مزید باتیں کر لیتا لیکن کیا کیا جائے۔ قسمت میں اتنا وقت اور اتنی ہی باتیں کرنی لکھی تھیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ بوسیلہ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے مرقد کو مزید پرنور فرمائے۔ آمین۔

لو جی ملاقات کا مقصد بتانا تو میں بھول ہی گیا۔ راقم کی تین نئی کاوشیں تصنیف وتخریج کی صورت میں چھپ کر سامنے آئیں تو وہ قاری صاحب کو پیش کرنا اور دعائیں لینا ملاقات کا اصل مقصد تھا۔ قاری صاحب کو (۱) مقالات اہلسنت (حصہ اول) (۲) عظمت درود وسلام (۳) الصارم الربانی علی اسراف القادیانی جس کی راقم نے تخریج وحواشی لکھے تھے۔ پیش کیئیں تو ایک ایک کر کے دیکھتے جاتے اور دعاؤں سے نوازتے جاتے تھے۔

وصال:

۱۶ فروری ۲۰۱۷ء بروز جمعرات کو معمول کے مطابق اٹھے، وضو کر کے نماز تہجد ادا فرمائی اور قرآن پاک کی تلاوت کرنے کیلئے بیٹھ گئے۔ اذان فجر ہوئی اٹھ کر گھر میں ہی فجر کی سنتیں ادا کیں اور مسجد میں چلے گئے نماز فجر کی امامت کروائی اور حسب معمول بچوں کو پڑھانے کیلئے بیٹھ گئے ۶:۲۰ منٹ پر سینے میں درد شروع ہوا اور گھر آ گئے درد لمحہ لمحہ بڑھ رہا تھا۔ گھر آئے تو والدہ ماجدہ ابھی مصلے پر ہی بیٹھی ہوئی تھیں ان کے قدموں میں آ کر بیٹھ گئے۔ درد کی شدت بڑھ رہی تھی۔ قاری صاحب کی پیشانی پسینہ سے مکمل طور پر بھیک چکی تھی۔ والدہ کے قدموں اور ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ والدہ نے ماتھے سے پسینہ پونچھا اور پیشانی کو بوسہ دیا۔ قاری صاحب نے اپنے بیٹے کو کہا۔

۔۔۔(بقیہ صفحہ نمبر ۲۲ پر)۔۔۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

عقیدۂ ختم نبوت کے عظیم مجاہد

حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی علیہ الرحمۃ

ا: جنہوں نے 1952ء سے قادیانیوں کے خلاف باقاعدہ کام شروع کیا۔

۲: مرزائیوں کے خلاف آل پاکستان مسلم پارٹیز کے بورڈ کے رکن منتخب ہوئے۔

۳: 1953ء میں آرام باغ کراچی سے تحریک کا آغاز ہوا تو آپ پیش پیش تھے۔ گرفتاریاں دینے کے لئے نوجوانوں کے جتھے تیار کئے۔

۴: 15 اپریل 1974ء کو قومی اسمبلی کے پہلے اجلاس میں ختم نبوت کے تحفظ کیلئے آواز بلند کی۔

۵: 30 جون 1974ء کو قومی اسمبلی میں ایک تاریخی قرارداد پیش کی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

۶: بیرونی ممالک نیروبی، ماریشس، لاطینی امریکہ، سرینام، گیانا ٹرینی ڈاڈ میں قادیانیوں سے مناظرے کئے۔ یہ مناظرے بند کمروں میں نہیں، مجمع عام میں ہوئے اور قادیانیوں کو مکمل شکست دی۔ اسکے علاوہ ٹرینی ڈاڈ اور جنوبی امریکہ اور نیروبی میں مرزائی مناظر ذلیل ہو کر کتابیں لے کر بھاگ گئے۔

۷: مرزائیوں کے سربراہ ناصر الدین کو قومی اسمبلی میں شکست دی۔ بالآخر آپکی کوششوں سے آپ کی پیش کردہ قرارداد پر 7 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

۸: آپ کے مناظروں کو دیکھ کر 400 قادیانیوں نے توبہ کی اور اسلام قبول کیا۔ آپ قادیانیوں کے خلاف ننگی تلوار تھے۔

Monthly Ahl-e-Sunnat International
Gujrat - Pakistan
Regd. No. CPL 73
www.qadriaashrafia.org
Mob:0333.8403147/0313.9292373

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قربانی کی کھالیں الجامعۃ الاشرفیۃ کو دیجئے

دین کے اس کثیر الفوائد قلعے کی تعمیر و توسیع، تکمیل و ترقی کیلئے مخلصانہ دعائیں کیجئے۔

قربانی کی کھالوں، زکوٰۃ، فطرانہ، دیگر صدقات اور فراخ دلانہ عطیات

کے ذریعے اس عظیم مادرِ علمی کی بقاء و تکمیل میں اپنا کردار ادا کیجئے۔ آپ کا یہ نیک عمل بلاواسطہ دینِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معاونت و عظیم صدقۂ جاریہ ہوگا۔

اس وقت **عید قربانی** کی آمد آمد ہے۔ اس مبارک موقع پر اپنے اور اپنے احباب کے **قربانی کے جانوروں کی کھالیں** یا انکی قیمت اپنے مرکزی "الجامعة الاشرفية" کے مستحق طلباء و طالبات کو دیکر ثواب دارین حاصل کریں۔ اپنے احباب کو بھی اس کارِ خیر کی طرف متوجہ فرمائیں۔ رقم جمع کرواتے وقت رسید ضرور حاصل کریں۔ فقیر قادری کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو زیادہ برکتوں سے نوازے، دینی و دنیوی سعادتوں و ترقیوں سے ہمکنار فرمائے، اور آپکی مشکلیں آسان فرمائے۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل۔ دعا گو:

حضور خواجہ پیر **مفتی محمد اشرف القادری** محدث نیک آبادی
مرکزی سجادہ نشین خانقاہ قادریہ عالیہ نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات
بانی و مہتمم اعلی الجامعۃ الاشرفیۃ گجرات

المشتہر: ابو النبیل **محمد جمیل اعظمی**
ناظم شعبہ نشر و اشاعت **الجامعۃ الاشرفیۃ** گجرات، پاکستان

موبائل 0333.8403147/ 0321.6209101
0300.6203388/ 0333.8436514
فون 053. 3525149